فکر ونظر.......... اسلام آباد جلد: ۴۲، ۴۳ شمارہ: ۴، ۱

اصول حدیث میں علماء برصغیر کی خدمات

تاج الدین ازہری ☆

ہر مسلمان اللہ تعالیٰ کی کتاب قرآن مجید کے احکام پر صحیح طور پر عمل پیرا ہونے کے لئے حدیث رسول کا محتاج ہے۔ اللہ تعالی نے اپنی کتاب کی تشریح کا حق سب سے پہلے اپنے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمایا ہے۔ ارشاد باری ہے:

"انا انزلنا الیک الذکر لتبین للناس ما نزل الیھم"(۱)

ہم نے یہ کتاب تم پر نازل کی ہے تاکہ تم لوگوں کے سامنے اس کی تعلیم کی تشریح و توضیح کرتے جاؤ جو ان کے لئے اتاری گئی ہے۔

اللہ تعالیٰ کے رسول کی تشریح و توضیح کو چھوڑ کر نہ تو قرآن مجید کو پوری طرح سمجھا جا سکتا ہے۔ نہ ہی اس پر عمل کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی اسے دوسروں تک صحیح طور پر پہنچایا جا سکتا ہے جو ہر مسلمان کی بقدر استطاعت ذمہ داری ہے، یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین نے اپنی زندگی میں قرآن مجید کی نشر و اشاعت کے ساتھ ساتھ اللہ کے رسول کی بیان کردہ تشریح و توضیح یعنی حدیث رسول کی نشرو اشاعت کا فریضہ بھی سر انجام دیا۔

صحابہ کرام نے اپنی زندگی میں دو جہتوں سے علم حدیث کی تعلیم و اشاعت میں حصہ لیا۔ ایک جانب حدیث کی درسگاہیں قائم کی گئیں اور تلامذہ حدیث ان سے بہر اندوز ہوتے رہے دوسری جانب صحابہ کرام کے قلوب میں حدیث و سنت کی عظمت اس قدر راسخ تھی کہ وہ نہ صرف اپنی زندگی میں سنت رسول کی خلاف ورزی نہ کرتے بلکہ انہیں یہ بھی گوارا نہ تھا کہ ان کے سامنے کوئی دوسرا شخص اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و افعال کے خلاف کوئی کام کرے وہ ایسے شخص کو بلاامتیاز ٹوک دیا کرتے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ اقوال و افعال حدیث کی صورت میں صحابہ کرام سے قولا و عملاً تابعین میں منتقل ہوئے۔ تابعین نے صحابہ کرام سے اقوال نبی کا سماع بھی کیا اور ان کے مرتب کردہ مجموعہ ہائے حدیث سے استفادہ بھی کیا۔

☆ ایسوسی ایٹ پروفیسر، کلیہ اصول الدین، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد

خلفاء راشدین کے زمانہ میں عموماً اور دور فاروقی و عثمانی میں خصوصاً تعلیمات نبوی کی اشاعت کے ساتھ ساتھ سلطنت اسلامیہ کی حدود کو بھی پھیلایا گیا اس دور کی یہ خصوصیت تھی کہ مسلمان جو ملک فتح کرتے وہاں فاتح اور جابر و ظالم بن کر نہ رہتے بلکہ وہاں کے لوگوں کے قلوب کو مسخر کرنے کی کوشش کرتے اور ان میں اسلامی تہذیب و تمدن اور تعلیمات کی نشر و اشاعت کرتے ۔

محمد بن قاسم کی صورت میں جب سلطنت اسلامیہ سندھ کے راستے برصغیر میں داخل ہوئی تو ھندو تہذیب و تمدن کے خلاف جہاد کیا گیا اور علوم نبویہ کی اشاعت کی گئی ۔ علوم قرآنیہ کا اعجاز اور علوم نبوی کی جامعیت اور اھل اسلام کی پاکیزہ سیرت اور بلند کردار نے اھل سندھ کے قلوب میں ایک انقلاب برپا کر دیا اور ہندومت کے ستائے ہوئے متلاشی حق لوگ نہ صرف اسلام میں داخل ہونے لگے بلکہ علوم نبوی کی تحصیل کے لئے شام و حجاز کا سفر کرنے بھی آمادہ ہو گئے۔ اس دور میں برصغیر سے تعلق رکھنے والے اکثر محدثین سندھ سے منسوب ہیں۔ بعد ازاں علوم نبویہ کی اشاعت سندھ سے نکل کر برصغیر کے دوسرے حصوں تک پھیل گئی۔ اس وقت سے اب تک علم حدیث کے شیدائی یعنی محدثین حدیث رسول اور اس سے متعلقہ علوم کی نشر و اشاعت میں مصروف چلے آرہے ہیں۔ ان کی یہ خدمت علم حدیث صدیوں پر محیط ہے جو مختلف اوقات میں مد و جزر کا شکار تو ہوتی رھی لیکن رکی کبھی نہیں۔ اس کا تسلسل ہمیشہ جاری رہا۔ اسی خدمت کا تذکرہ کرتے ہوئے مولانا محمد رفیق اثری لکھتے ہیں:

''پاک و ہند میں اسلام دو راستوں سے آیا۔ ایک سندھ کی طرف سے اور دوسرا شمال مغربی جانب سے، پہلے قافلہ میں تو وہ حضرات بھی شامل تھے جن کا شمار صحابہ کرام، مخضرمین و مدرکین میں ہوتا ہے۔ انہی کی مساعی جمیلہ کا نتیجہ تھا کہ یہاں کے افراد کا تعلق براہ راست کتاب و سنت سے قائم ہو گیا مگر سندھ میں عرب حکومت کے کمزور پڑ جانے کے بعد شمال مغربی سرحد کی جانب سے جب غزنویوں اور غوریوں کی حکومت یہاں قائم ہوئی تو براہ راست محدثین کی آمد کم ہوگئی اور ان کی بجائے خراسان اور ماوراء النھر کے علماء یہاں فروکش ہوئے جن کا تعلق علم حدیث سے نہایت کم تھا''۔ (۲)

مولانا ظفر احمد عثمانی اسی خدمت کو یوں بیان کرتے ہیں:

''ھندوستان نے خدمت فقہ میں کافی حصہ لیا ہے۔ خدمت علم حدیث میں بھی ہندوستان برابر حصہ لیتا رہا۔ امام صغانی لاہوری کی مشارق الانوار ہمارے سامنے ہے مگر دور نشاط

قرن عاشر سے شروع ہوتا ہے جس میں علامہ محمد طاہر کی مجمع البحار اور المغنی اور شیخ علی متقی کی کنز العمال آسمان علم حدیث پر آفتاب و ماھتاب بن کر چمکتی ہیں۔ (۳)

تاریخ کے مختلف ادوار میں کی گئی یہ خدمت علم حدیث برصغیر کے محدثین کی محبت رسول کی آئینہ دار ہے ۔ اسی محبت کی وجہ سے انہوں نے بے شمار مشکلات کے باوجود اپنے سفر کو جاری رکھا اور کبھی بھی اپنے پایہ ثبات میں لغزش نہ آنے دی اور ایسے کارھائے نمایاں سرانجام دئے جو رھتی دنیا تک تابندہ رھیں گے۔

محدثین کے ہاں علم حدیث کی دو قسمیں ہیں ۔

علم روایت: یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوب اقوال و افعال یعنی احادیث کی نقل و روایت پر مشتمل ہوتا ہے ۔

علم درایت: یہ ان مباحث پر مشتمل ہے جن کے ذریعے

(ا) راوی اور مروی (حدیث) کی قبولیت اور عدم قبولیت کا جائزہ لیا جاتا ہے۔

(ب) راوی کی شرطیں اور اس کے حالات معلوم کئے جاتے ہیں

(ج) مروی (حدیث) کی حقیقت، اقسام و شروط اور احکام کا علم حاصل کیا جاتا ہے۔

اس علم کو اصول الحدیث، علوم الحدیث اور مصطلح الحدیث کے ناموں سے بھی موسوم کیا جاتا ہے۔ (۴)

اگر ہم علم درایت کا بغور جائزہ لیں تو معلوم ہوتا ہے کہ اس کی تعریف اپنے اندر علم حدیث کے مختلف فنون کو سموئے ہوئے ہیں۔ راوی کی شرطیں اور اس کے حالات معلوم کرنے سے علم جرح و تعدیل اور علم رجال حدیث پیدا ہوا چنانچہ علماء نے ان دونوں کو مستقل فنون بنا دیا اور آج ان دونوں میں بے شمار کتابیں موجود ہیں اسی طرح حدیث کی حقیقت، اقسام ، شروط اور احکام معلوم کرنے سے علم مختلف الحدیث، علم علل الحدیث، علم غریب الحدیث، علم ناسخ الحدیث و منسوخہ اور علم وضع حدیث وجود میں آیا اور آج ہر فن پر علماء حدیث کی تالیفات موجود ہیں۔ ان مذکورہ فنون میں ان کی مولفات علم روایت حدیث کا حصہ ہیں۔ ڈاکٹر صبحی صالح نے اپنی کتاب علوم الحدیث و مصطلحہ میں ان علوم کو اصول حدیث کا ہی حصہ قرار دیا ہے۔ (۵)

اسی قاعدے کے تحت میں آئندہ سطور میں ان علماء برصغیر کا ذکر کروں گا جنہوں نے اصول

حدیث کے ان مذکورہ فنون میں سے کسی بھی فن میں کوئی یادگار تالیف چھوڑی ہے۔ ان علماء کی یہ خدمت دراصل اصول حدیث ہی کی خدمت ہے۔ سب سے پہلے عربی اور فارسی زبان میں لکھنے والوں کا مع مؤلفات ذکر کیا جائے گا پھر اردو میں لکھنے والوں کا اور آخر میں وہ کتب جن کے اردو میں تراجم ہو چکے ہیں۔

ا۔ حسن بن محمد صغانی (ف۔۶۵۰ھ/ ۱۳۵۲ھ)

ابوالفضائل حسن بن محمد بن حسن صغانی لاہوری حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد میں سے تھے۔ کنیت ابو الفضائل اور لقب رضی الدین ہے۔ اصل وطن صغان تھا جسے فارسی میں چغان کہا جاتا ہے یہ شہر علاقہ ماوراء النہر میں واقع ہے۔ ان کے آبا و اجداد صغان سے لاہور آ گئے تھے۔ ان کی ولادت ۵۵۷ ہجری میں لاہور میں ہوئی۔ اپنے والد سے تحصیل علم کی۔ یوں تو تمام علوم میں ماہر کامل تھے مگر حدیث، فقہ اور لغت کے امام مانے جاتے تھے نہایت نیک، کم گو، متین اور صادق القول تھے۔

لاہور سے غزنی گئے اور وہاں سے عازم عراق ہوئے اور وہاں کے علماء سے اخذ علم کیا۔ پھر مکہ مکرمہ گئے اور وہاں حج کے بعد لمبی مدت تک قیام کیا، وہاں کے اور عدن کے علماء حدیث کی سماعت کی۔ کئی بار ہندوستان آئے اور یہاں سے پھر باہر گئے آخر میں ۶۵۰ ھجری میں بغداد میں انتقال کیا۔ انہیں ان کے مکان میں بطور امانت دفن کیا گیا۔ پھر ان کی وصیت کے مطابق ان کے بیٹے ان کی میت مکہ مکرمہ لے گئے اور وہاں دفن کئے گئے۔

حسن بن محمد صغانی جہاں بہت بڑے محدث فقیہ اور لغوی تھے وہاں کثیر التصانیف بھی تھے ان کی تصانیف کا دائرہ حدیث و فقہ اور لغت تینوں مضامین کو اپنی لپیٹ میں لئے ہوئے تھے۔[۶] حدیث میں ان کی کتاب مشارق الانوار النبویة من صحاح الاخبار المصطفویه صدیوں ہندوستان میں پڑھائی جاتی رہی۔ اصول حدیث کے ضمن میں انہوں نے تین کتابیں تصنیف کیں یہ تینوں عربی زبان میں ہیں۔ ایک علم الرجال میں اور دو موضوع احادیث میں، علم الرجال میں انہوں نے "در السحابة فی بیان وفیات الصحابة" تصنیف فرمائی۔ اس کتاب میں امام ممدوح نے ان مقامات کا ذکر کیا جہاں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے آٹھ سو صحابہ نے وفات پائی۔ اس میں صحابہ کے اسماء گرامی ھجی ترتیب کے ساتھ لکھے گئے ہیں۔[۷] موضوع احادیث میں انہوں نے دو کتابیں ترتیب دیں۔ ایک کا نام ہے "الدر الملتقط فی تبیین الغلط" اور دوسری کا نام ہے "الموضوعات" جو موضوعات صغانی کے نام

سے مشہور ہے۔ پہلی کتاب کی احادیث کی تعداد دو سو (۲۰۰) کے لگ بھگ ہے جبکہ دوسری کتاب میں ایک سو پینتالیس (۱۴۵) احادیث ہیں ۔ دوسری کتاب میں جو احادیث ہیں ان میں سے ۲۵ احادیث پہلی کتاب میں بھی پائی جاتی ہیں جبکہ باقی احادیث ان سے مختلف ہیں ۔ دوسری کتاب موضوعات صغانی کے نام سے استاد نجم عبدالرحمٰن خلف کی تحقیق اور تخریج کے ساتھ ۱۹۸۰ء میں قاہرہ سے شائع ہو چکی ہے۔ (۸)

۲۔ شیخ نظام الدین بن سیف الدین کاکوروی:(ف ۹۸۱ھ/ ۱۲۴۲ء)

شیخ نظام الدین بن سیف الدین علوی کا کو روی شیخ بھیکہ یا بھیکن کے نام سے مشہور تھے۔ ۸۹۰ ھجری میں کاکوری میں پیدا ہوئے جو ضلع لکھنو میں واقع تھا ۔ اپنے والد شیخ سیف الدین اور شیخ عبداللطیف ھروی سے تحصیل علم کیا ۔ صحیح بخاری اور جامع الاصول کے لئے مولانا ضیاء الدین محدث کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا ۔ یہ کتابیں انہوں نے نہایت غور و فکر اور محنت کے ساتھ پڑھیں ۔ پھر کاکوری واپس آئے اور درس و تدریس میں مشغول ہو گئے ۔ نہایت نیک اور متقی اور صاحب طریقت بزرگ تھے لیکن حقائق طریقت عوام کے سامنے بیان نہ کرتے ۔ حافظ قرآن اور قرآت سبعہ کے ماہر تھے۔ ۹۸۱ ھجری میں اس دنیا سے رحلت کی ۔

شیخ نظام الدین کا کوروی صاحب علم و فضل و صاحب طریقت ہونے کے ساتھ ساتھ مصنف بھی تھے ۔ علم اصول حدیث میں انہوں نے فارسی زبان میں ایک کتاب لکھی جس کا نام ہے ''منہج در اصول حدیث''۔ (۹)

۳۔ محمد طاہر پٹنی (ف ۹۸۶ ھ/ ۱۵۷۸ء)

شیخ محمد بن طاہر بن علی پٹنی دسویں صدی ھجری کے دیا ر ھند کے بہت بڑے عالم ، محدث ، لغویؒ مبلغ اور مصنف تھے۔ گجرات (کاٹھیا واڑ) کے شہر نہر والا کے باشندے تھے جو بعد کو پٹن کے نام سے موسوم ہوا اور اسی مناسبت سے یہ شیخ محمد بن طاہر پٹنی کہلائے ۔ ان کا لقب جمال الدین بھی تھا اور مجد الدین بھی۔

شیخ ممدوح ۹۱۲ھجری کو شہر پٹن میں پیدا ہوئے اور وھیں نشو و نما پائی۔ ابتدائے عمر ہی سے حصول علم میں مصروف ہو گئے اور سب سے پہلے قرآن مجید حفظ کیا ۔ ابھی سن بلوغ کو نہیں پہنچے تھے کہ اپنے علاقہ کے مختلف اساتذہ سے علم حاصل کرنے لگے کم و بیش پندرہ سال حصول علم میں مصروف رہے اور مختلف علم و فنون میں اپنے اقران و معاصرین پر سبقت لے گئے تیس سال کی عمر کو پہنچے تو

۹۴۴ھ میں حرمین شریفین کا قصد کیا ۔ حج و زیارت سے بہرہ مند ہوئے اور ایک مدت تک وہاں مقیم رہے اس دوران انہوں نے حرمین شریفین کے مشاہیر اساتذہ سے بھی اخذ علم کیا ۔ ان دنوں شیخ علی متقی بھی وہاں اقامت گزیں تھے۔

شیخ محمد بن طاھر نے ان سے بھی اخذ علم کیا اور ان سے منسلک و ملازم رہ کر مستفید و مستفیض ہوئے ۔علم و فضل میں مزین ہو کر آپ نے ہندوستان کو مراجعت فرمائی اور اپنے وطن پٹن کو اپنا مستقر ٹھرایا جو اس زمانہ میں علاقہ گجرات کا ایک نہایت اھم مقام تھا ۔

دسویں صدی کے اس عظیم المرتبت عالم ، محدث و فقیہ نے ۹۸۶ ہجری میں اجین اور سارنگ پور کے درمیان جام شہادت نوش کیا ۔ ان کے ساتھیوں اور خواہر زادہ شیخ نور محمد نے میت کو پٹن لا کر ان کے آبائی قبرستان میں سپرد خاک کیا۔(۱۰)

شیخ محمد طاھر پٹنی متعدد علمی کتابوں کے مصنف تھے جو بہت مقبول ہوئیں، ان میں سے چار کا تعلق اصول حدیث سے ہے جو عربی زبان میں ہیں۔ ایک علم غریب الحدیث سے تعلق رکھتی ہے ۔ دو موضوعات حدیث سے متعلق ہیں اور ایک اسماء الرجال سے ۔ جن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

ا۔ "مجمع بحار الانوار فی غرائب التنزیل ولطائف الاخبار"

یہ حدیث کا ایک لغت ہے جس میں احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے غریب الفاظ کو جمع کر دیا گیا ہے ۔ اس لحاظ سے یہ نہایت اہمیت اور جامعیت کی حامل ہے ۔ شیخ نے اسے اپنے استاد شیخ علی متقی کے نام سے معنون کیا ہے ۔ اسے حروف مصادر کی ترتیب سے مرتب کیا گیا ہے ۔ جو الفاظ احادیث میں استعمال ہوئے ہیں ان کے مصادر اور مشتقات اس میں موجود ہیں اور احادیث کا متن بھی درج کیا گیا ہے ۔ اس کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں صرف الفاظ کے معنی لکھنے پر ھی اکتفا نہیں کیا گیا بلکہ متعلقہ حدیث کے بارے میں وضاحت طلب نکات کی تشریح بھی کی گئی ہے۔

۲۔ تذکرۃ الموضوعات:

یہ موضوع احادیث سے متعلق ایک ضخیم کتاب ہے اس کے مقدمہ میں مصنف رحمۃ اللہ نے یہ وضاحت کی ہے کہ کسی حدیث کو محض اس لئے موضوع نہیں قرار دے دینا چاہیئے کہ کسی نے اسے موضوع کہا ہے بلکہ اس کا فیصلہ اس سلسلے کی مستند کتب سے رجوع کے بعد کیا جانا چاہیئے اس کی مثال دیتے ہوئے شیخ نے لکھا ہے کہ امام ابن جوزی نے اپنی کتاب الموضوعات میں بعض ان احادیث کو

بھی موضوع قرار دیا جو دراصل حسن کا درجہ رکھتی ہیں، علاوہ ازیں بعض ضعیف احادیث کو بھی انہوں نے موضوع ٹھہرایا ہے ۔ اس کے بعد شیخ نے ان احادیث پر عالمانہ و ناقدانہ بحث کی ہے جن کو کسی نہ کسی عالم نے موضوع سے تعبیر کیا ہے ۔ اس کتاب کو ۱۹۲۴ء میں مصر سے ادارۃ المنیریہ نے شائع کیا ہے کتاب کے کل ۳۱۰ صفحات ہیں آخری دو صفحات میں شیخ کا ترجمہ اور ۱۰ صفحات میں کتاب کی فہرست ہے ۔

۳۔ قانون الموضوعات والضعفاء:

یہ کتاب بھی ۱۹۲۴ء میں مصر سے ادارۃ المنیریۃ ہی کی طرف سے تذکرۃ الموضوعات کے ساتھ بطور ذیل طبع ہوئی ہے جو ۲۸۸ صفحات پر مشتمل ہے ۔ اس کے مقدمہ میں مذکور ہے کہ مصنف نے اسے **تذکرۃ الموضوعات** کے بعد تصنیف کیا ہے ۔ اس کتاب میں مصنف نے ان رواۃ کو حروف تہجی کے اعتبار سے جمع کر دیا ہے، جو موضوع حدیثیں گھڑا کرتے تھے آخری دو فصلوں میں ان کی کیفیتیں اور نسب بیان کئے گئے ہیں ۔ فاضل مصنف نے وضاع راویوں کے نام اور اوصاف باقاعدہ حوالوں کے ساتھ درج کئے ہیں اور ان کا ساقط الاعتبار ہونا متقدمین کی کتابوں سے ثابت کیا ہے ۔

۴۔ المغنی فی ضبط اسماء الرجال و معرفة کنی الرواة والقابھم وانسابھم

یہ کتاب اسناد حدیث میں وارد افراد کے ناموں، ان کی کنیتوں ، القاب اور ان کے انساب کو بیان کرتی ہے۔(۱۱)

۵۔ وجیہ الدین گجراتی (ف ۹۹۷ ھ/ ۱۵۸۸ء)

شیخ وجیہ الدین بن نصراللہ بن عماد الدین علوی گجراتی ماہ محرم ۹۱۱ھ کو سر زمین گجرات کے ایک گاؤں جانپانیر میں پیدا ہوئے اور اساتذہ عصر سے حصول علم میں مشغول ہو گئے یہاں تک کہ تمام علوم مروجہ میں درجہ کمال کو پہنچ گئے ۔ علوم آلیہ و عالیہ میں مہارت پیدا کی اور اپنے دور کے عالم کبیر، مفسر و فقیہ اور شیخ و امام گردانے گئے درس و تدریس کے منصب علیا پر فائز ہوئے اور مسند افتاء کو زینت بخشی۔

شیخ وجیہ الدین متعدد اوصاف کے حامل تھے صاحب صدق و اخلاص ، پاک باطن ، شریف النفس، عابد و زاھد ، فیاض وجواد اور قانع بالیسیر تھے ۔ گوشہ نشینی اور عزلت و تجرد کی زندگی بسر کرتے تھے اور ہمیشہ علوم دینیہ کی تدریس میں مشغول رہتے تھے کسی نے ان کو کبھی اپنے گھر یا مسجد کے علاوہ

کہیں نہیں دیکھا ۔ اللہ نے ان کی دعا میں بڑا اثر اور شفا رکھی تھی وہ یا تو طلبہ کے ہجوم میں درس و تدریس میں مشغول ہوتے تھے ۔ یا پھر عبادت و ذکر الٰہی میں منہمک ارض ہند کے اس عظیم المرتبت عالم و فقیہ اور مصنف نے ۹۹۸ ھجری کو احمد آباد میں وفات پائی اور وھیں دفن کیے گئے۔

شیخ وجیہ الدین بہت بڑے مصنف ، شارح اور محشی بھی تھے انہوں نے مختلف علوم فنون میں کم و بیش ستائیس (۲۷) درسی اور غیر درسی کتابوں پر شروح و حواشی تحریر کیے جو اھل علم میں مقبول ہوئے اور لوگوں نے ان سے استفادہ کیا۔ علم اصول حدیث میں انہوں نے حافظ ابن حجر کی مشہور کتاب نزھۃ النظر شرح نخبۃ الفکر کے حواشی لکھے جس کا نام ۔ شرح شرح نخبۃ الفکر رکھا۔ (۱۲)

۵۔ طاھر بن یوسف سندھی (ف ۱۰۰۴ھ / ۱۵۹۵ء)

شیخ طاھر بن یوسف بن رکن الدین سندھ سے تعلق رکھنے والے ممتاز محدثین میں شمار ہوتے ہیں آپ نے ابتدائی علوم شیخ شھاب الدین سندھی سے حاصل کیے اور علم حدیث میں سید عبدالاول کے سامنے شرف تلمذ تہہ کیا ۔ آپ نے طلب حدیث کے لئے گجرات ، احمد آباد اور برھانپور کے اسفار علمیہ کیے اور مشائخ وقت سے استفادہ کیا آپ کی وفات ۱۰۰۴ ھجری میں ہوتی آپ ایک تبحر عالم ہونے کے ساتھ ساتھ مصنف بھی تھے علم اصول حدیث میں بخاری شریف کے رجال پر کام کیا ۔ آپ کی کتاب کا نام ''شرح اسماء الرجال للبخاری'' ہے۔ (۱۳)

۶۔ قاضی محمد اکرم نصر پوری (ف اوائل گیارہویں صدی ہجری)

قاضی محمد اکرم صوبہ سندھ میں حیدر آباد کے نواح میں آباد گاؤں نصر پور کے رہنے والے تھے اور اپنے زمانے کے بہت بڑے عالم اور محدث و فقیہ تھے ۔ ان کے والد قاضی عبدالرحمٰن تھے جو جید عالم اور ممتاز فاضل تھے اور شاہ جہاں کے عہد سے لے کر اورنگ زیب عالمگیر تک کی تمام مدت حکومت میں حرمین شریفین کے نذرانوں کے متولی رہے اس خدمت کے بدلے میں انہیں ایک بڑی جاگیر عطا ہوئی تھی قاضی محمد اکرم ان کے فرزند تھے جو اپنے وقت کے فاضل اور نامور عالم تھے ۔ حدیث و فقہ اور علوم عربیہ میں مہارت رکھتے تھے اصول حدیث پر ان کی گہری نظر تھی اس موضوع پر ایک کتاب بھی تصنیف کی جس کا نام ''امعان النظر فی توضیح نخبۃ الفکر'' ہے۔ یہ نخبۃ الفکر کی مفصل شرح ہے اور عربی زبان میں ہے جسے شیخ نے ۱۰۱۸ ھجری میں تصنیف کیا ۔ اس کتاب کو تین مختلف مخطوطوں کی مدد سے تحقیق کر کے جناب ڈاکٹر غلام مصطفیٰ قاسمی صاحب نے شاہ ولی اللہ اکیڈمی حیدر آباد سے شائع کر دیا ہے ۔ کتاب کے کل صفحات کی تعداد ۲۸۱ ہے اور اس پر سال طباعت درج

نہیں۔[۱۴]

۷۔ عبدالنبی شطاری گجراتی (وسط گیارہویں صدی ہجری)

شیخ عبدالنبی سلسلہ شطاریہ سے بیعت تھے آپ صوفی اور تبحر عالم تھے آپ نے مختلف علوم میں متعدد کتابیں تصنیف کیں ۔علم اصول حدیث میں آپ نے حافظ ابن حجر کی نخبۃ الفکر کی کی شرح کی شرح لکھی اور اس کا نام ''شرح شرح نخبۃ الفکر'' رکھا۔[۱۵]

۸۔ عبدالنبی اکبر آبادی (ف وسط گیارھویں صدی ہجری)

شیخ عبدالنبی اکبر آبادی سندیلہ میں پیدا ہوئے ۔ پھر ہجرت کر کے اکبر آباد چلے گئے آپ صاحب تصانیف کثیرہ میں ۔علم اصول حدیث میں آپ نے حافظ ابن حجر کی کتاب نزھۃ النظر شرح نخبۃ الفکر کی شرح لکھی جس کا نام ''شرح شرح نخبۃ الفکر'' ہے۔[۱۶]

۹۔ عبدالقادر العیدروس (ف ۱۰۳۸ھ/۱۶۲۸ء)

عبدالقادر بن شیخ حضرمی بن عبداللہ ۲۰ ربیع الاول ۹۷۸ ھجری میں پیدا ہوئے۔ قرآن مجید حفظ کرنے کے بعد اپنے زمانہ کے کبار علماء سے مختلف علوم و فنون میں استفادہ کیا۔ حصول علم کے بعد آپ کی زندگی درس و تدریس اور تصنیف و تالیف میں گذری۔ علامہ جمال الدین شامی۔ شیخ عبدالرحیم ماجابر احمد بن ربیع سنباطی وغیرہ نے آپ سے استفادہ کیا۔ دیگر علوم میں تصنیفات کے علاوہ علم اصول حدیث کے فن میں آپ نے علم الرجال پر کام کیا۔ علم الرجال میں آپ کی لکھی گئی کتاب کا نام ہے۔ "النور السافر فی اخبار قرن العاشر" اس کتاب میں دسویں صدی ہجری کے محدثین اور علماء کے حالات درج کیے گئے ہیں آپ نے ۱۰۳۸ ھجری میں احمد آباد میں وفات پائی۔[۱۷]

۱۰۔ عبدالحق محدث دھلوی (ف ۱۰۵۲ ھ/ ۱۶۴۲ء)

شیخ عبدالحق محدث دھلوی برصغیر کے رفیع المرتبت محدث ،عظیم الشان فقیہ ،جلیل القدر عالم اور فقید المثال مصنف تھے ۔علوم و فنون کی تمام شاخوں پر عبور رکھتے تھے ۔

وہ اسلام شاہ سوری کے عہد میں ۹۵۸ ھجری کو دھلی میں پیدا ہوئے ۔ ان کی ابتدائی تعلیم و تربیت اور ذھنی نشوونما ان کے والد شیخ سیف الدین کی آغوش میں ہوئی ۔ ان کی زندگی کو تین ادوار میں تقسیم کیا جا سکتا ہے (۱) ۹۶۳ تا ۹۸۵ھ (۲) ۹۹۷ تا ۱۰۰۰ ھ (۳) ۱۰۰۰ تا ۱۰۵۲ھ۔

پہلے دور (۹۶۳۔۹۸۵ھ) کے اختتام پر انہوں نے دھلی میں عربی ، فارسی ، فقہ اور معقولات کی

تعلیم مکمل کر لی تھی ۔ اس دور میں ان کے والد سیف الدین اور دوسرے ممتاز علماء جن میں وسط ایشیا سے آ کر دھلی میں آباد ہونے والے فقہاء بھی شامل تھے ان کو تعلیم دیتے رہے۔

دوسرے دور (۹۹۷ ـ ۱۰۰۰ھ) میں انہوں نے ساری توجہ علم حدیث کی تحصیل پر مرتکز کر دی اور مکہ معظمہ میں شیخ عبدالوہاب متقی سے حدیث کی تعلیم حاصل کرتے رہے ۔اپنے شیخ سے صحاح ستہ کا اجازہ حاصل کرنے کے بعد انہوں نے حدیث کی تعلیم ختم کر دی یہ زمانہ ان کی زندگی میں ایک انقلابی موڑ کی حیثیت رکھتا ہے اسی نے انہیں مستقبل کا ایک نامور محدث اور بلند پایہ مصنف بنانے کی راہ ہموار کی۔

تیسرا اور آخری دور (۱۰۰۰ ـ ۱۰۵۲ھ) تصنیف و تالیف بالخصوص علم حدیث کے درس دینے کا زمانہ ہے ۔ اس زمانے میں شیخ کی بہت بڑی خدمت علم وہ ہے جو انہوں نے علم حدیث کی ترویج و اشاعت کے لئے انجام دی اس باب میں پورے برصغیر میں کوئی ان کا حریف نہ تھا تمام تذکرہ نگاروں نے ان کی اس تگ و تاز کو نمایاں الفاظ میں ذکر کیا ہے شیخ عبدالحق نے ۱۰۵۲ ھ میں دھلی میں وفات پائی اور حوض شمسی کے قریب ایک مقبرے میں جسے انہوں نے خود تعمیر کرایا تھا دفن کئے گئے۔

شیخ عبدالحق بہت زیادہ لکھنے والے مصنف تھے مختلف فنون میں انہوں نے ایک سو سے زائد کتابیں لکھیں جن میں سے دو کا تعلق علم اصول حدیث سے ہے اور یہ دونوں کتابیں عربی زبان میں لکھی گئی تھیں ۔

۱۔ مقدمۃ فی اصول الحدیث

یہ وہ مقدمہ ہے جو شیخ نے اپنی کتاب **لمعات التنقیح شرح مشکوۃ الصابیح** کے شروع میں لکھا تھا ۔ اس کی افادیت اس قدر عام ہوئی کہ برصغیر میں شائع ہونے والے مشکوۃ المصابیح کے اکثر نسخوں میں اسے شامل کیا گیا اور کئی بار علیحدہ بھی شائع ہو چکا ہے ۔ یہ مقدمہ علم حدیث ، محدثین اور اقسام حدیث پر مشتمل ہے ۔ نہایت عالمانہ اور محققانہ مواد اپنے اندر سمیٹے ہوئے تھے ۔ مقدمے میں اختصار کے ساتھ امام بخاری ، امام مسلم ، امام مالک، امام شافعی ، امام احمد بن حنبل ، امام ترمذی، امام نسائی ، امام ابن ماجہ ، امام دارمی ، امام دارقطنی ، امام رزین االعبدی ، امام نووی اور امام ابن الجوزی کے حالات بیان کئے گئے ہیں ۔

۲۔ الاکمال فی اسماء الرجال:

یہ کتاب ان راویوں کے بارے میں ہے جن کا ذکر مشکوۃ المصابیح میں ہے ۔ یہ لمعات مکمل ہونے کے بعد لکھی گئی تھی۔ اس کتاب کے شروع میں خلفائے راشدین، ازواج مطہرات اور آل رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مختصر حالات درج کئے گئے ہیں ۔ کتاب حروف تہجی کے اعتبار سے ترتیب دی گئی ہے چنانچہ اس ترتیب کے مطابق ابتدا ابو اللحم سے ہوئی ہے اور اختتام یا سر پر ہوا ہے ۔ کتاب میں ایک ضمیمہ بھی شامل ہے جو ممتاز محدثین کے مختصر حالات پر مشتمل ہے سب سے پہلے امام مالک اور سب سے آخر میں امام طحاوی کے حالات لکھے گئے ہیں ۔ اس کتاب کو برصغیر میں طبع ہونے والے مشکوۃ المصابیح کے اکثر ایڈیشنوں میں کتاب کے آخر میں شامل کیا گیا ہے۔ (۱۸)

۱۱۔ ابو الحسن کبیر سندھی (ف ۱۱۳۶ھ/ ۱۷۲۳ء)

آپ کا نام محمد بن عبدالھادی سندھی ٹھٹھوی مدنی اور کنیت ابو الحسن ہے آپ سندھ کے مردم خیز شہر ٹھٹھ میں پیدا ہوئے ۔ ابتدائی تعلیم ٹھٹھہ میں حاصل کی پھر حصول علم کے لئے حجاز کا سفر کیا اور وہیں کے ہوکر رہ گئے ۔ ابتدائی دس سال عزلت نشین رہے پھر مسند درس بچھا دی جس سے طالبان علم کی اتنی بڑی تعداد مستفید ہوئی کہ بقول عابد سندی ان کو حد تعداد میں بیان کرنا ممکن نہیں آپ کے تلامذہ کی جماعت میں نمایاں مقام پانے والے شیخ محمد حیات سندھی ہیں مدینہ منورہ ہی میں ۱۱۳۶ ھ میں آپ کا انتقال ہوا۔

آپ کی تالیفات میں غالب حصہ علم حدیث کا ہے صحاح ستہ کے علاوہ آپ نے مسند امام احمد پر بھی حاشیہ لکھا علم اصول حدیث میں آپ نے حافظ ابن حجر کی مشہور کتاب ''نخبۃ الفکر پر حاشیہ'' لکھا۔ (۱۹)

۱۲۔ محمد بن عبدالرحمٰن (ف وسط بارہویں صدی ھجری)

آپ علم حدیث اور فن رجال میں یدطولی رکھتے تھے بارھویں صدی ھجری کے وسط میں آپ کی وفات ہوئی ۔علم اصول حدیث کے فن رجال میں آپ نے ''الجمع بین رجال الصحیحین '' کے نام سے کتاب لکھی۔ (۲۰)

۱۳۔شاہ ولی اللہ محدث دھلوی (ف ۱۱۷۶ء/ ۱۷۶۲ء)

برصغیر کے امام المحدثین والمفسرین شاہ ولی اللہ بن عبدالرحیم، ۱۴ شوال ۱۱۱۴ کو پیدا ہوئے۔

ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد سے حاصل کی ۔ پچیس سال کی عمر تک تفسیر ، حدیث اور فقہ کی تعلیم حاصل کرنے کے بعد ۱۱۴۲ھ میں حرمین شریفین چلے گئے دو سال تک قیام کر کے وہاں کے مشائخ سے استفادہ کیا۔ واپس آ کر دھلی میں مسند درس بچھائی ۔ آپ علم حدیث کے علاوہ تفسیر ، اصول تفسیر، علم العقائد ، اصول فقہ ، علم تصوف اور زبان و ادب عربی و فارسی میں مہارت رکھتے تھے ۔ شاہ ولی اللہ کی یہ خوش بختی تھی کہ اللہ تعالی نے مرجعت ھند کے بعد انھیں ایسے تلامذہ ، عطا فرمائے جنھوں نے نہ صرف تصنیف و تالیف کے ذریعے ان کے مشن کو آگے بڑھایا بلکہ درس و تدریس کے سلاسل قائم کرکے سند شاہ ولی اللہ کو حیات جاودانی بخشی۔ شاہ ولی اللہ کے بعد علم حدیث کی کوئی قابل ذکر خدمت اگر برصغیر میں نظر آتی ہے تو براہ راست یا بالواسطہ شاہ ولی اللہ ہی سے منسوب ہے۔ ۶۲ سال کی عمر میں ۱۱۷۶ ھ میں آپ کی وفات ہوئی ، آپ نے مختلف فنون میں کتابوں کی شکل میں گرانقدر علمی ورثہ چھوڑا جن میں بعض کو بڑی شہرت حاصل ہوئی جیسے **حجۃ اللہ البالغہ** ۔ اسرار شریعت کے بیان کرنے میں یہ کتاب اپنی نظیر آپ ہے۔

شاہ ولی اللہ فقہ حدیث اور درس حدیث کا جو طریقہ رائج کرنا چاہتے تھے المسوی شرح الموطا (عربی) اور مصفی شرح الموطا (فارسی) اس کا بہترین نمونہ ہیں ۔ ان دونوں کتابوں سے شاہ ولی اللہ کی علوم حدیث اور فقہ حدیث میں محققانہ اور مجتہدانہ شان کا اظہار ہوتا ہے۔[۲۱] شاہ صاحب کی درج ذیل کتابیں اصول حدیث کے مختلف فنون سے بحث کرتی ہیں ۔

۱۔ الارشاد الی مھمات الاسناد: (عربی)

اسناد کے موضوع پر یہ شاہ صاحب کی مختصر تالیف ہے ۔ اس میں ان کے اساتذہ اور شیوخ حرمین کا ذکر موجود ہے ۔ فن حدیث میں علو اسناد اور طرق اسناد کی اھمیت ، وسعت اور کشادگی کے باعث اس رسالہ کی اھمیت محتاج وضاحت نہیں ۔

۲۔ الانتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ و اسانید وارثی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (فارسی)

یہ کتاب تین حصوں پر مشتمل ہے پہلے حصہ میں سلاسل اولیاء کا تذکرہ ہے دوسرے حصہ میں احادیث اور فقہ مذاھب اربعہ کی بعض کتابوں کی سندوں کا بیان ہے اور تیسرے حصہ میں فقہ اور اجتہاد کے متعلق مباحث ہیں پہلا حصہ ۱۳۱۱ھ میں طبع ہوا تھا مگر دوسرا اور تیسرا حصہ جو اتحاف النبیہ کے نام سے ہے جو لائی ۱۹۶۹ء میں مولانا محمد عطاء اللہ حنیف رحمۃ اللہ کے حواشی کے ساتھ مکتبہ سلفیہ لاہور سے شائع ہوا۔

۳۔ ما یجب حفظہ للناظر۔(فارسی)

اس میں اصول حدیث کے بعض قواعد بیان ہوئے جن کا جاننا ہر طالب حدیث کا لئے ضروری ہے۔ (۲۲)

۱۴۔ مرتضی حسن زبیدی بن محمد بلگرامی (ف ۱۲۰۵ ھ/ ۱۷۹۰ء)

مرتضی حسن بن محمد بلگرام میں ۱۱۴۵ ھ میں پیدا ہوئے ۔ ابتدائی تعلیم وطن مالوف اور سندیلہ میں حاصل کی پھر حصول علم کے لئے دھلی کا سفر کیا اور شاہ ولی اللہ سے علم حدیث میں استفادہ کیا ۔ پھر سورت میں خیر الدین بن زاھد سورتی سے سماع حدیث کیا ۔ اور حجاز تشریف لے گئے ۔ اطراف عالم اور علماء وقت سے حصول علم کے بعد درس و تدریس اور تصنیف و تالیف میں مشغول ہو گئے۔ آپ کو علم لغت اور علم حدیث میں خاص مہارت تھی آپ نے بروز ہفتہ ماہ شعبان میں ۱۲۰۵ ھجری کو مرض طاعون سے وفات پائی-

مرتضی حسن بلگرامی کثیر التصانیف تھے علم لغت میں ان کی کتاب تاج العروس شرح القاموس کسی تعارف کی محتاج نہیں ۔ علم اصول حدیث میں ایک کتاب بطور علمی ورثہ چھوڑی جس کا نام ہے۔ ”رسالۃ فی اصول الحدیث“ جو اس فن کی اہم اصطلاحات کے بیان پر مشتمل ہے۔ (۲۳)

۱۵۔ سلام اللہ سرھندی رام پوری (ف ۱۲۲۹ ء/ ۱۸۱۳ء)

سلام اللہ بن شیخ الاسلام فخر الدین سراج احمد سرھندی شاہ عبدالعزیز کے ہم عصر تھے۔ دھلی کو ترک کر کے رام پور چلے گئے اور محدث رام پور کے لقب سے معروف ہوئے اور رام پور ہی میں جمادی الثانی کے مہینے میں ۱۲۲۹ھ کو وفات پائی۔

سلام اللہ سرھندی رام پوری نے عربی اور فارسی دونوں زبانوں میں علم حدیث کی خدمت کی اور متعدد کتابیں علمی ورثہ کے طور پر چھوڑیں اصول حدیث میں ان کی ایک کتاب ”رسالہ اصول حدیث“ علمی یادگار ہے ۔

۱۶۔ شاہ عبدالعزیز محدث دھلوی (ف ۱۲۳۹ء/ ۱۸۲۳ء)

شاہ عبدالعزیز بن ولی اللہ دھلوی شب جمعہ ۲۴ رمضان المبارک ۱۱۵۹ھجری کو دھلی میں پیدا ہوئے۔ ۵ سال کی عمر میں قرآن مجید پڑھنے بیٹھے گیارہویں سال باقاعدہ تعلیم شروع ہوئی والد ماجد

شاہ ولی اللہ نے اپنے ایک مسترشد کے سپرد کر دیا جنہوں نے معقولات ، جغرافیہ اور تاریخ وغیرہ پڑھائے اب تعلیم کا اہتمام والد صاحب نے اپنے ہاتھ میں لے لیا اور حدیث و فقہ خود پڑھانا شروع کر دی غرض پندرہ سال کی عمر میں جملہ علوم رسمیہ سے فارغ ہو گئے ۔ ابھی عمر کا سترھواں سال تھا کہ والد ماجد شاہ ولی اللہ کا انتقال ہو گیا چونکہ تمام بھائیوں سے عمر میں بڑے تھے اس لئے والد صاحب کی مسند تحدیث و خلافت بھی آپ کو ھی تفویض ہوئی اور شاہ ولی اللہ کی وہ پود جو آپ نے ترویج حدیث کی شکل میں لگائی تھی ۔ زیادہ انہماک سے اس کی آبیاری ہونے لگی کہ بیرون ھند سے شائقین حدیث اڈے چلے آ رہے ہیں یہی وجہ ہے کہ آج ہندوستان کے سلاسل محدثین کا منتھا شاہ عبدالعزیز عن شاہ ولی اللہ ہے آپ نے ۷ شوال بروز ہفتہ ۱۲۳۹ کو اسی سال کی عمر میں وفات پائی۔ (۲۴)

تدریس کے علاوہ تالیف میں بھی آپ نے علم حدیث کی ایسی خدمات سر انجام دیں جو اپنے دائمی انوار و برکات کے ساتھ آج بھی زندہ جاوید ہیں علم اصول حدیث میں آپ نے دو کتابیں تالیف فرمائیں جو فارسی زبان میں ہیں۔

ا۔ بستان المحدثین فی تذکرۃ الکتب و المحدثین۔ (فارسی)

جیسا کہ نام ہی سے ظاہر ہے اس کتاب میں شاہ صاحب نے صحاح ، سنن ، موطا ، مسانید ، مصنفات ، معاجم ، اجزاء اور اربعینات اور دیگر اقسام حدیث کی تقریباً ایک سو کتابوں کا تفصیلی تعارف پیش کیا ہے کتابوں کے ساتھ ان کے مصنفین کا تذکرہ خود بخود ہو گیا ہے کتاب کے مقدمے میں خود شاہ صاحب رقمطراز ہیں ۔

''اس رسالہ کا نام بستان المحدثین ہے چونکہ اکثر رسالوں اور تصنیفوں میں ایسی کتابوں سے احادیث نقل کی جاتی ہیں جن پر اطلاع نہ ہونے کی وجہ سے سننے والوں کو حیرت پیش آتی ہے اس وجہ سے اصل مقصود تو کتابوں کا ذکر ہے مگر تبعا ان کے مصنفین کا ذکر بھی کیا جائے گا۔ (۲۵)

یہ کتاب کئی بار برصغیر میں طبع ہوئی ۔ مولانا عبدالسمیع دیوبندی کے قلم سے اس کا اردو ترجمہ بھی سعید اینڈ کمپنی کراچی سے شائع ہو چکا ہے جو ۲۵۲ صفحات پر مشتمل ہے۔ کتاب کے آخر میں شاہ صاحب کے حالات زندگی بھی درج ہیں۔ علم حدیث کی کتب اور مصنفین کو جاننے کے لئے یہ ایک بہترین اور مستند کتاب ہے۔

۲۔ عجالہ نافعہ: (فارسی)

اس کتاب میں شاہ صاحب نے مصطلحات علم حدیث کو بیان کیا ہے پھر طبقات کتب حدیث کے ضمن میں تقریباً ساٹھ مصنفین کی کتب حدیث کا تعارف پیش کیا ہے ۔تفسیر کی بعض کتابیں بھی ذکر کی ہے کیونکہ ان کا علم حدیث سے گہرا تعلق ہے ۔ پھر راویان کتب ستہ کے تحت صحاح ستہ میں وارد ۱۲۵ راویوں کا تعارف کروایا ہے اس کے بعد فقہائے محدثین کے تحت ۱۳۵ محدثین کے تراجم ذکر کئے ہیں۔ گویا یہ کتاب مصطلحات علم حدیث ۔ طبقات کتب حدیث اور تراجم رجال کے موضوع پر ایک مفید کتاب ہے ۔ جسے محمد عبدالحلیم چشتی نے یوں بیان کیا ہے۔

''شاہ صاحب نے فن حدیث کی کچھ متفرق ایسی معلومات جو طلبہ اور اھل علم کیلئے از حد مفید ہیں اس رسالہ میں نہات خوش اسلوبی سے جمع کر دی ہیں جن سے حدیث کے طالب علم اور مدرس کو کبھی استغناء نہیں''۔(۲۶)

یہ کتاب برصغیر میں بار بار طبع ہوئی اس کا اردو ترجمہ فوائد جامعہ برعجالہ نافعہ کے نام سے مولانا محمد عبدالحلیم چشتی کے قلم سے ۱۹۶۴ء میں نور محمد اصح المطابع کراچی سے چھپ کر منظر عام پر آ چکا ہے۔ مترجم نے ترجمہ کے ساتھ جابجا مفید اضافے بھی کئے ہیں انہی اضافوں کی وجہ سے کتاب ایک ضخیم شکل اختیار کی گئی ہے جو ۵۲۴ صفحات پر مشتمل تھے۔

اس کا عربی ترجمہ "العجالة النافعة مع التعليقات الساطعة" کے نام سے حافظ عبدالرشید السّلفی کے قلم سے منظر عام پر آ چکا ہے جسے مکتبہ سعیدیہ خانیوال نے ۱۹۷۵ء میں شائع کیا اور ۱۲۸ صفحات پر مشتمل ہے کتاب کا مقدمہ مولانا محمد عطاء اللہ حنیف نے لکھا ہے ۔

۱۷۔ عبدالعزیز پر ہاروی (ف ۱۲۳۹ھ/ ۱۸۲۳ء)

عبدالعزیز بن احمد بن حامد پر ہاروی ۱۲۰۹ ھ میں کوٹ ادو کی مضافاتی بستی بڑھیاراں میں پیدا ہوئے ۔ ان کا خاندان افغانستان کے راستے برصغیر میں داخل ہوا تھا انہوں نے ابتدائی تعلیم اپنے والد بزرگوار سے حاصل کی اور انہی سے قرآن مجید حفظ کیا ۔ بعد میں مولانا محمد جمال ملتانی کے مدرسہ میں پہنچے اور ان کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کیا ۔ علامہ موصوف علوم مروجہ تفسیر ، حدیث ، فقہ ، اصول فقہ عقائد و کلام ، منطق و فلسفہ اور طب و فلکیات وغیرہ میں مہارت تامہ رکھتے تھے ان سب ہی موضوعات پر ان کی تحریریں موجود ہیں موصوف بلند پایہ طبیب بھی تھے ۱۲۳۹ ھ کے لگ بھگ فوت ہوئے۔(۲۷)

علامہ کو اللہ تعالی نے ذکاء و فہم کا وافر حصہ دیا تھا ۔ سالوں کا کام مہینوں میں کر لیتے تھے چنانچہ اپنے پیچھے تیس کتابیں بطور علمی ورثہ چھوڑیں ۔ جن میں سے اصول حدیث سے متعلق ایک کتاب ہے جس کا نام ہے کوثر النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور یہ عربی زبان میں ہے ۔

کوثر النبی : یہ مصطلحات حدیث پر وقیع کتاب ہے جو مبتدی طالب علموں کے لئے بے حد مفید ہے ۔ اس کا حصہ اول مکتبہ قاسمیہ ملتان نے ۱۹۶۳ء میں شائع کیا ہے جس میں اصطلاحات حدیث کو ۱۱۰ مختلف عناوین کے تحت بیان کیا گیا ہے ۔ یہ حصہ ۱۱۲ صفحات پر مشتمل ہے کتاب کے آخر میں ایک مناظرہ بھی درج ہے جو مصنف اور مولانا احمد ڈیرہ غازی خانی کے درمیان رجب ۱۲۳۸ ھ کو ہوا۔ کتاب کا بقیہ حصہ اب تک شائع نہیں ہو سکا البتہ کتاب کی تلخیص ''منتخب کوثر النبی'' کے نام سے ''محمد جی'' نامی ایک عالم نے کی جس کا خطی نسخہ مکتوبہ ۱۲۸۴ ھ پنجاب یونیورسٹی کے کتب خانہ میں موجود ہے۔ (۲۸)

۱۸۔ عبداللہ مدراسی (ف ۱۲۶۷ھ/ ۱۸۵۰ء)

شیخ عبداللہ بن عبدالقادر بن صادق مدراسی ۱۲۰۵ ھ میں مدراس میں پیدا ہوئے ۔ محمد حسین مدراسی ، عبدالعلی بن نظام الدین لکھنوی اور شیخ محمد غوث سے شرف تلمذ حاصل کیا ساری زندگی درس و تدریس میں مشغول رہے ۲۷ محرم الحرام ۱۲۶۷ ہجری کو آپ کا انتقال ہوا ۔ علم حدیث میں متعدد تصانیف چھوڑیں ایک کتاب اصول حدیث کے فن رجال سے متعلق بھی لکھی جس کا نام ہے ''کتاب فی رجال الصحیح المسلم''۔

۱۹۔ عبدالحی لکھنوی (ف ۱۳۰۴ ھ/ ۱۸۸۶ء)

شیخ عبدالحی لکھنوی ۲۶ ذی القعدہ ۱۲۶۴ھ کو لکھنو کے مضافات میں بانڈا کے مقام پر پیدا ہوئے۔ پانچ سال کی عمر میں قرآن مجید حفظ کرلیا ۔ مروجہ فنون کی کتب اپنے والد ماجد سے پڑھیں ۔ بعض درسی کتب کی تعلیم اپنے خالو محمد نعمت اللہ سے بھی لی ۔ اللہ تعالی نے شروع ہی سے ان کے دل میں تدریس اور تالیف کی محبت ڈال دی تھی ۔ انہوں نے جس کتاب کو پڑھا اسے پڑھایا بھی ۔ غیر معمولی حافظ کے مالک تھے ۔ دو دفعہ حج بیت اللہ کی سعادت سے بہرہ مند ہوئے ایک دفعہ دوران سفر علماء حجاز سے استفادہ بھی کیا پوری زندگی تصنیف و تالیف اور تدریس میں گذارنے کے بعد ربیع الاول ۱۳۰۴ھ کو لکھنو میں انتقال کیا۔ (۲۹)

شیخ کے محبوب ترین فنون علم حدیث اور فقہ تھے آپ کی اکثر مولفات انہی دو کے گرد گھومتی ہیں آپ نے متعدد فقہی اور حدیثی کتب کے حواشی لکھے مجموعی طور پر آپ کی تصنیفات کی تعداد ۱۱۰ ہے ۔ جن میں تین کا تعلق اصول حدیث سے ہے اور تینوں عربی زبان میں ہیں ۔

۱۔ الرفع و التکمیل فی الجرح والتعدیل: (عربی) جیسا کہ نام سے ظاہر ہے یہ جرح و تعدیل کے فن میں ایک جامع کتاب ہے ۔ کتاب کے شروع میں تالیف کا سبب ، جرح و تعدیل کی ضرورت اور اس کے جواز و عدم جواز پر بحث کی گئی ہے ۔ اس کے بعد پوری کتاب کو پچیس (۲۵) ایقاظ میں تقسیم کیا گیا ہے گویا کہ یہ ۲۵ ابواب ہیں۔ ہر ایقاظ میں جرح و تعدیل کے کسی مسئلے کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے اور اس میں علماء کی آراء تفصیل سے بیان کی گئی ہیں۔

یہ کتاب مولف کی زندگی میں پہلی دفعہ ۱۳۰۱ھ میں مطبع انوار محمدی لکھنؤ سے شائع ہوئی پھر مولف کی وفات کے بعد ۱۳۰۹ ھ میں مطبع علوی لکھنؤ سے دوسری بار شائع ہوئی تیسری بار حلب سے ۱۳۸۳ھ میں مکتب مطبوعات اسلامیہ نے شیخ عبدالفتاح ابوغدہ کی شاندار علمی تحقیق کے ساتھ اسے شائع کیا ہے ۔

۲۔ الاجوبة الفاضلة للاسئلة العشرة الکاملة:(عربی) یہ کتاب جیسا کہ نام سے ظاہر ہے دس سوالوں کا جواب ہے جو مولانا لکھنوی سے مولانا محمد حسین بٹالوی (ف ۱۳۳۸ھ) نے پوچھے تھے ۔ مولانا لکھنوی نے ان کا اس قدر مفصل جواب دیا کہ ایک کتاب تیار ہو گئی ۔ سوالوں کا تعلق علم اصول حدیث کے مختلف مباحث سے ہے جن سے عموما طلاب حدیث کو سابقہ پیش آتا ہے اور با آسانی حل کرنا ان کے بس میں نہیں ہوتا ۔ یہ کتاب ایک بار مؤلف کی زندگی میں طبع ہوئی ۔ دوسری بار ۱۳۸۴ ھ میں مکتب مطبوعات اسلامیہ حلب نے شیخ عبدالفتاح ابو غدہ کی علمی تحقیق کے ساتھ شائع کیا ہے۔ محقق کتاب کے ۳۰۲ صفحات ہیں ۔

۳۔ ظفر الامانی بشرح مختصر السید الشریف الجرجانی فی مصطلع الحدیث :(عربی) یہ کتاب علم مصطلح الحدیث میں سید شریف جرجانی (ف ۸۱۷ ھ) کی کتاب ''مختصر السید الشریف الجرجانی'' کی شرح ہے ۔ سید شریف نے شیخ حسین بن محمد بن عبداللہ الطیبی کی کتاب ''الخلاصہ فی اصول الحدیث'' کو ''المختصر'' کے نام سے تلخیص کیا تھا۔ مولانا لکھنوی نے اس کی جامع شرح ظفر الامانی کے نام سے لکھی جو اصطلاحات حدیث کے جملہ مسائل سے بحث کرتی ہے ۔ یہ کتاب پہلی بار مولف کی زندگی میں مطبع چشمہ فیض عامہ لکھنؤ سے ۱۳۰۴ ھ میں شائع ہوئی ۔ دوسری بار ۱۴۱۵ ھ میں ڈاکٹر تقی الدین

ندوی کی تحقیق کے ساتھ یہ دبئی سے شائع ہوئی ۔ پھر تیسری بار شیخ عبدالفتاح ابو غدہ کی تصحیح اور ڈاکٹر تقی الدین ندوی کی تحقیق کے ساتھ مکتب مطبوعات اسلامیہ کی طرف سے ۱۴۱۷ ھ میں شائع کی گئی۔ تحقیق کے ساتھ اب یہ کتاب ۸۰۷صفحات پر مشتمل ہے ۔

۲۰۔ نواب صدیق حسن خان (ف ۱۳۰۷ ھ/ ۱۸۸۹ء)

نواب صدیق حسن خان بانس بریلی میں ۱۹ جمادی الاولی ۱۲۴۸ھ کو پیدا ہوئے ۔ آپ کا تعلق حسینی سادات سے تھا اور سلسلہ نسب ۳۳ واسطوں سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتا ہے۔ آپ کے والد سید اولاد حسن خاں صاحب شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے شاگرد تھے اور سید احمد بریلوی کے ہاتھ پر بیعت سے مشرف تھے ۔

آپ پہلے محلّہ کے مکتب میں پڑھنے بیٹھے والد ماجد کی وفات کے بعد سید احمد علی انہیں فرخ آباد لے آئے ۔ یہاں کے اساتذہ سے کسب فیض کیا اور آخرکار ۱۲۶۹ھ میں دھلی چلے آئے اور صدر الافاضل مفتی علامہ صدر الدین کی خدمت میں ایک سال آٹھ ماہ حاضر رہے اور ۱۲۷۱ھ میں ان سے سند فراغ حاصل کی ۔ ۲۱ سال کی عمر میں علوم متداولہ سے فراغت حاصل کر کے اپنے وطن قنوج واپس آئے چند ماہ قیام کے بعد بھوپال میں ملازم ہو گئے۔ کئی بار بھوپال چھوڑا اور پھر واپس آئے۔ رئیسہ بھوپال سکندر جہاں بیگم کی وفات کے بعد ان کی صاحبزادی نواب شاہ جہاں بیگم سے ان کی شادی ہوئی اور پھر آخر تک یہیں کے ہو کے رہ گئے اور ۱۳۰۷ھ میں بھوپال ہی میں انتقال کیا۔ (۳۰)

نواب صاحب نے زر کثیر صرف کر کے حدیث کی کتابیں طبع کرائیں اور خود بھی مختلف فنون میں کتابیں تصنیف کیں ان کی مولفات کی کل تعداد ۲۲۲ ہے جن میں تین کا تعلق علم اصول حدیث سے ہے جو درج ذیل ہیں۔

۱۔ منہج الوصول الی اصطلاح احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم (فارسی):

یہ کتاب اصول حدیث میں ہے اس میں نہایت شستہ اور سلیس فارسی زبان استعمال کی گئی ہے۔ اصطلاح محدثین ارشاد نبوی کو تقسیم کر کے مختلف ناموں سے موسوم کیا گیا ہے ۔ ان اصطلاحات کی تعریفیں ذکر کی گئی ہیں ۔ اصول حدیث کی یہ کتاب نواب صاحب کی نادر کتابوں میں سے ہے۔ بہت ہی تتبع اور تلاش کے بعد یہ بات کہی جا سکتی ہے کہ فارسی زبان میں اس فن پر اس سے پہلے ایسی کوئی کتاب دیکھنے میں نہیں آئی یہ کتاب مطبع شاہ جہاں بھوپال سے ۱۲۹۲ھ میں شائع ہوئی کتاب کے

آخر میں دو بڑے قصیدے بھی مرقوم میں ۔ کتاب ۲۳۷ صفحات پر مشتمل ہے اور افادیت کے اعتبار سے اہل علم کے لئے انتہائی مفید ہے۔[۳۱]

۲۔ سلسلۃ العسجد فی ذکر مشائخ السند (فارسی):

یہ کتاب فارسی زبان میں ہے اس میں چھ فصلیں اور ایک خاتمہ ہے مقدمہ میں نواب صاحب نے علم حدیث کی فضیلت بیان کی ہے ۔ فصل اول میں صحاح ستہ کے خود اپنے مشائخ کا سلسلہ سند ذکر کیا ہے ۔ دوسری فصل میں احادیث سلسلہ کا ذکر کیا ہے ۔ تیسری فصل میں اپنے مشائخ کی اجازت کے سلسلہ میں خود ان کی زبانی بعض فضیلتوں کا ذکر کیا ہے فصل پنجم میں علم حدیث اور سنت مطہرہ کی کتابوں کے طبقات کے بعض فوائد پر روشنی ڈالی ہے ۔ چھٹی فصل فہرست کتب پر مشتمل ہے خاتمہ میں خدوند قدوس کی حمد و ثنا اور شکر ادا کیا ہے ۔ کتاب کے آخر میں نواب صاحب نے اپنے کتب خانہ کی فہرست دی ہے کتاب ۱۳۴ صفحات پر مشتمل ہے اور مطبع شاہ جہاں بھوپال سے طبع ہو کر منظر عام پر آئی۔[۳۲]

۳۔ الحطہ فی ذکر الصحاح الستۃ (عربی)

یہ کتاب عربی زبان میں ہے۔ فاتحہ ، پانچ ابواب اور خاتمے پر مشتمل ہے فاتحہ میں، فضیلت علم و علماء اور حدیث و محدثین بیان کی ہے باب اول میں علوم حدیث کی مختلف تصنیفات و کتب جیسے مسانید، و معاجم ، اجزاء ، احکام اور رقائق کا بیان ہے۔ باب دوم میں فروع علوم الحدیث جیسے علم ناسخ و منسوخ، علم الثقاۃ والضعفاء، علم تلفیق الحدیث علم الجرح و التعدیل ، علم اسماء الرجال اور علم احوال الرجال کی کتابوں کا ذکر ہے۔ باب سوم طبقات کتب حدیث سے متعلق ہے جس میں کتابوں کو چار طبقات میں تقسیم کر کے ہر طبقے کی کتب کو علیحدہ بیان کیا ہے۔ باب چہارم میں موطا اور کتب ستہ کی تفصیل ہے۔ باب پنجم امام مالک ، امام احمد اور اصحاب کتب ستہ کے تراجم میں ہے خاتمہ میں مصنف نے اپنا ترجمہ اور اسناد حدیث بیان کی ہیں۔

یہ کتاب برصغیر میں کئی بار طبع ہوئی تقسیم ہند سے پہلے بھی اور تقسیم ہند کے بعد بھی۔ ۱۹۷۷ء میں اسلامی اکادمی لاہور نے اسے شائع کیا، ۱۹۸۵ء میں دار الکتب العلمیہ بیروت سے شائع ہوئی۔

۲۱۔ محمد حسین ہزاروی (ف ۱۳۰۸ھ/ ۱۸۹۰ء)

آپ گڑھی حبیب اللہ خاں تحصیل مانسہرہ ضلع ہزارہ میں عبدالستار صاحب کے گھر پیدا ہوئے۔

تکمیل علوم سید نذیر حسین صاحب محدث دھلوی سے کی فراغت کے بعد سکندر پور اور ہری پور ہزارہ میں رہے اور تدریس کرتے رہے ۱۳۰۸ ھ کے بعد وفات پائی اور گڑھی حبیب اللہ خاں میں دفن ہوئے ۔

تدریس کے ساتھ ساتھ تصنیف بھی کرتے رہے آپ کی چار تصنیفات میں سے دو کا تعلق اصول حدیث سے جو درج ذیل ہیں ۔

ا۔ تحفۃ الباقی شرح الفیۃ العراقی (عربی):

یہ کتاب حافظ زین الدین بن الحسین العراقی (ف ۸۰۵ھ) کی منظوم کتاب ''الفیۃ العراقی'' کی مختصر سی شرح ہے جو حاشیہ پر درج ہے ۔ حاشیہ سمیت کتاب بڑے سائز کے ۱۷۲ صفحات پر مشتمل ہے جو مطبع فاروقی دھلی سے ۱۳۰۰ ھ میں طبع ہوئی ۔

۲۔ شرح الشرح نخبۃ الفکر (فارسی):

یہ حافظ ابن حجر کی کتاب نزھۃ النظر شرح نخبۃ الفکر کی شرح ہے جس کا نام آپ نے ''تصحیح النظر فی توضیح نخبۃ الفکر علی مصطلح الاثر'' رکھا ۔ یہ کتاب ۱۳۰۶ ھ اور ۱۳۰۸ ھ میں مطبع محمدی لاھوری سے طبع ہوئی اس کے ۳۹۲ صفحات ہیں اور فارسی زبان میں لکھی گئی ہے۔(۴۳)

۲۲۔ عبدالرحمٰن مبارکپوری (ف ۱۳۵۳ھ / ۱۹۳۵ء)

نام عبدالرحمٰن بن مولانا حافظ عبدالرحیم ، مولدد منشا مبارکپور اور کنیت ابو العلی ہے ۔ ابتدائی کتب مولوی خدا بخش اعظم گڑھی اور مولانا حاجی محمد سلیم سے پڑھیں۔ باقی علوم و فنون حضرت عبداللہ غازی پوری سے پڑھے۔ حدیث کی تعلیم حضرت میاں نذیر حسین صاحب اور شیخ حسین عرب یمنی سے حاصل کی۔ فراغت کے بعد اپنے مسکن مبارکپور ہی میں مسند تدریس کو مزین فرمایا ۔ درس کی شہرت سن کر طلبہ دور دور سے چلے آئے۔ آپ کی تلامذہ کی تعداد بہت زیادہ ہے ۔ برصغیر کے علاوہ دیگر ممالک کے طلبہ نے بھی آپ سے کسب فیض کیا ، ساری عمر درس و تدریس اور تصنیف و تالیف میں مشغول رہے ۔ فتاوی نذیریہ جو ابتدائی ایام میں شائع ہوا تھا آپ ہی کا مرتب کردہ تھا جامع ترمذی کی مشہور شرح تحفۃ الاحوذی آپ ہی کی تصنیف ہے۔ اپنے عالی مرتبت استاد عبداللہ غازی پوری کے فتاوی مرتب کر رہے تھے کہ ۱۳۵۳ھ کو اس دار فانی سے رخصت ہو گئے۔

مولانا مبارکپوری نے درس و تدریس کے علاوہ دو درجن کے قریب مختلف موضوعات پر کتابیں اور

رسائل تصنیف کیے جن میں سے تحفۃ الاحوذی کا مقدمہ اصول حدیث سے متعلق ہے۔(۳۴)

۲۳۔ مقدمہ تحفۃ الاحوذی شرح جامع الترمذی (عربی):

تحفۃ الاحوذی کا یہ مقدمہ دو ابواب پر مشتمل ہے ۔ پہلا باب علم حدیث ، اس کی فضیلت و اہمیت، حجیت، تدوین حدیث، انواع کتب حدیث اور کتب حدیث کی شروح کے تعارف پر مشتمل ہے دوسرے باب میں امام ترمذی اور ان کی جامع کا تفصیلی تعارف کرایا گیا ہے ۔

کتب حدیث میں اس کی اہمیت کو اجاگر کرنے کے ساتھ ساتھ امام ترمذی کی اصطلاحات ، شروح ترمذی اور رواۃ ترمذی پر مفصل بحث کی گئی ہے۔ یہ مقدمہ ۳۲۴ صفحات پر مشتمل ہے اور تحفۃ الاحوذی کے ساتھ ہر بار طبع ہوتا رہا ہے۔(۳۵) تحفۃ الاحوذی کو برصغیر سے باہر بھی مقبولیت حاصل ہوئی اور مدینہ منورہ سے اس کے کئی ایڈیشن شائع ہوئے۔

۲۴۔ شبیر احمد عثمانی (ف ۱۳۶۹ھ/ ۱۹۴۹ء)

مولانا شبیر احمد عثمانی ۱۳۰۵ھ کو دیوبند ضلع سہارنپور میں پیدا ہوئے ۔ والد صاحب نے نام فضل اللہ رکھا بعد ازاں شبیر احمد کے نام سے مشہور ہوئے ۔ ۱۳۱۹ھ میں دارالعلوم دیوبند میں تعلیم شروع کی اور ۱۳۲۵ھ میں وہاں سے فارغ ہوئے اور سند الفراغ حاصل کی ۔ آپ کے مشہور اساتذہ مولانا محمد یسین ۔ مولانا غلام رسول ہزاروی اور شیخ الھند مولانا محمود الحسن ہیں فراغت کے بعد مدرسہ فتحپوری دھلی میں صدر مدرس مقرر ہوئے مگر کچھ ہی عرصے کے بعد ۱۳۲۸ھ میں دیوبند بلا لئے گئے یہاں ایک عرصہ درجہ علیا کی مختلف کتابیں پڑھاتے رہے آپ کا صحیح مسلم کا درس بڑی شہرت رکھتا تھا ۱۳۵۶ھ میں دارالعلوم دیوبند کے مھتمم مقرر ہوئے اور ۱۳۶۲ھ تک یہ فرائض سر انجام دیتے رہے ۔ سیاسیات میں پہلے جمعیۃ علماء ھند کے ساتھ تھے ۔ پھر مسلم لیگ میں شامل ہو گئے اور جمعیۃ علماء اسلام کے صدر منتخب کیے گئے آپ نے مسلم لیگ میں شامل ہو کر تحریک پاکستان کو بہت تقویت بخشی۔ حالات حاضرہ پر گہری نظر رکھتے تھے آپکی تحریر و تقریر عوام و خواص میں بڑی مقبول تھی صفر ۱۳۶۹ ھ کو بہاول پور میں فوت ہوئے اور کراچی میں دفن کیے گئے۔(۳۶)

آپ نے دس کے قریب کتابیں بطور علمی ورثہ چھوڑیں ۔ قرآن کریم پر لکھے گئے آپ کے حواشی اور فتح الملھم شرح صحیح مسلم کو بڑی شہرت ملی، برصغیر کے علاوہ دیگر ممالک میں بھی اسے پسند کیا گیا۔ فتح الملھم کا مقدمہ اصول حدیث میں معلومات کا خزانہ ہے جس کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

مقدمہ فتح الملھم شرح صحیح مسلم (عربی) :

فتح الملھم کے ابتدا میں پچاس صفحات پر مشتمل یہ مقدمہ اصول حدیث کی معلومات سے بھرا ہوا ہے ۔ اس میں خصوصیات صحیح مسلم اور شروح مسلم، امام مسلم کے حالات زندگی ، رواۃ مسلم کے حالات اور مقدمہ صحیح مسلم پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔

یہ مقدمہ اپنی گہرائی اور علمی مباحث کی بنا پر از خود اصول حدیث پر ایک مختصر کتاب کا درجہ رکھتا ہے ۔ قاری کو اس مقدمہ کا مطالعہ اصول حدیث پر علیحدہ کتاب کے مطالعہ سے بے نیاز کر دیتا ہے۔ اقسام حدیث کے بیان میں فاضل مولف نے ابن حجر کے نخبہ ، ابن الصلاح کے مقدمہ، سخاوی کے شرح الفیہ اور نووی کی تقریب پر مدار کیا ہے اقسام حدیث کے تذکرہ کے بعد طرق تحمل حدیث ، اقسام کتب حدیث اور طبقات کے بیان کے ساتھ ساتھ کتب حدیث میں صحیح مسلم کا مقام واضح کیا ہے ۔ مقدمہ میں صحیح مسلم کی توضیحات کے ضمن میں امام مسلم کی شرائط قبول ۔ امام بخاری اور امام مسلم کا روایت و معنعن کے قبول میں اختلاف کو مفصل بیان کیا گیا ہے مقدمہ کے مطالعہ سے اصول حدیث کی بنیادی تعلیم حاصل ہو جاتی ہے اور اصول حدیث میں استعمال ہونے والی اصطلاحات کا علم ہو جاتا ہے۔(۳۷)

۲۴۔ محمد ادریس کاندھلوی (ف ۱۳۹۰ ھ/ ۱۹۷۴ء)

آپ کا آبائی وطن یو پی کا مردم خیز قصبہ ''کاندھلہ'' ضلع مظفرنگر ہے آپ کے والد جناب محمد اسماعیل صاحب بھوپال میں محکمہ جنگلات کے مہتمم تھے وہیں ۱۳۱۷ ھ/ ۱۸۹۹ام میں آپ کی ولادت ہوئی والد صاحب کی طرف سے صدیقی اور والدہ کی طرف سے فاروقی ہیں ۔ ابتدائی تعلیم مولانا اشرف علی تھانوی کی زیر نگرانی خانقاہ اشرفیہ تھانہ بھون میں حاصل کی ۔ اعلی تعلیم کے لئے مظاھر العلوم سہارنپور میں داخلہ لیا۔ مولانا خلیل احمد سہارنپوری اور مولانا ثابت علی سے دورہ حدیث پڑھ کر سند حاصل کی۔ مظاہر العلوم سے فراغت کے بعد دارالعلوم دیوبند کا رخ کیا اور ۱۳۳۷ ھ میں مولانا انور شاہ کشمیری سے دوبارہ دورہ حدیث پڑھ کر دوسری سند حاصل کی ۔ آپ کے اساتذہ میں شاہ صاحب کے علاوہ مولانا شبیر احمد عثمانی مفتی عزیز الرحمٰن اور مولانا رسول خاں صاحب شامل ہیں ۔ فراغت کے بعد مدرسہ امینیہ دھلی سے تدریس کا آغاز کیا ۱۳۳۸ ھ میں آپ کو دارالعلوم دیوبند میں تدریس کے لئے بلایا لیا گیا ۱۳۴۶ ھ میں آپ حیدر آباد تشریف لے گئے اور مشکوۃ المصابیح کی شرح تعلیق الصبیح کے نام سے تالیف کی ۔ ۱۳۵۸ھ میں آپ نے دوبارہ مسند دارالعلوم کو رونق بخشی اور یہ سلسلہ

۱۳۶۸ھ تک جاری رہا اسی سال آپ پاکستان تشریف لائے اور امیر بہاولپور کی دعوت پر بطور شیخ الجامعہ العباسیہ (جامعہ اسلامیہ حالیا) منصب سنبھالا دو سال تک آپ کا قیام بہاول پور میں رہا پھر جامعہ اشرفیہ لاہور کے شیخ الحدیث کی حیثیت سے باقی عمر لاہور میں گذاری چوبیس سال جامعہ اشرفیہ میں ہزاروں طلبہ کو مستفید کر کے ۱۳۹۲ھ / ۱۹۷۴ء اس دارفانی سے رخصت ہوئے ۔

آپ ایک بہترین مدرس ہونے کے ساتھ ایک بہترین مولف بھی تھے اپنے پیچھے پچاس کے قریب کتابیں اور رسائل علمی ورثہ چھوڑا جن میں سے دو کا تعلق اصول حدیث سے ہے جو حسب ذیل ہیں۔(۳۸)

۱۔ منحۃ المغیث شرح الفیہ الحدیث: (عربی)

یہ حافظ زین الدین العراقی کے منظوم الفیہ الحدیث کی شرح ہے جو اپنے اندر بڑی جامعیت لئے ہوئے ہے ۔ شیخ نے دوران شرح صرف ، نحو ، بلاغت کلام اور فقہ و حدیث کے بڑے نکات بیان کئے ہیں ۔ الفیہ کے مشکل الفاظ کی شرح کی ہے اور اس کے مبہم مقامات کو واضح کیا ہے ۔ یہ کتاب مخطوط تھی جناب ساجد الرحمٰن صدیقی نے اسے تحقیق کر کے پنجاب یونیورسٹی لاہور میں پیش کیا اور ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی یہ رسالہ ابھی تک طبع نہیں ہوا ۔

۲۔ مقدمہ الحدیث (عربی):

یہ بھی شیخ کی ایک مخطوط کتاب ہے جس میں شیخ نے علم اصول حدیث کے ان مسائل کو بیان کیا جن کی ایک مبتدی طالب علم کو مطالعہ حدیث شروع کرنے سے پہلے ضرورت پڑتی ہے ۔ یہ پانچ ابواب پر مشتمل ہے ۔

پہلے باب میں شیخ نے حدیث کا معنی و مفہوم ، تاریخ جمع و تدوین اور حجیت حدیث کے بارے میں شبہات کا عقلی و نقلی رد کرنے کے ساتھ ساتھ سند ، متن اور رجال کے متعلق بیان کیا ہے۔

دوسرا باب کتب ستہ اور دیگر متداول کتب کی تعریف و شروح اور ان کی خصوصیات پر مشتمل ہے۔

تیسرا باب عدالت صحابہ ۔ تابعین اور ان کے طبقات سے متعلق ہے۔

چوتھے باب میں فقہ الحدیث کا مفہوم۔ محدثین اور فقہاء کے درمیان فرق۔ میدان حدیث میں دونوں کی اہمیت و ضرورت اور ہر ایک کے لئے دوسرے کی ضرورت بیان کی ہے۔

پانچواں باب فقہ حنفی اور حدیث رسول سے اس کے تعلق پر مشتمل ہے اس مقدمے میں شیخ نے ان تمام کتب سے استفادہ کیا ہے جو ان سے پہلے برصغیر میں لکھی گئی تھیں اور یوں یہ کتاب سابقہ کتب کے خلاصے کے طور پر سامنے آتی ہے۔[۳۹]

راقم نے اس کی تحقیق کر کے پنجاب یونیورسٹی لاہور سے ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی ہے۔ مگر یہ رسالہ ابھی تک زیور طبع سے آراستہ نہیں ہو سکا ۔

۲۵۔ ظفر احمد عثمانی (ف ۱۳۹۴ھ)

آپ ۱۳ ربیع الاول ۱۳۱۰ھ کو دیوبند ضلع سہارنپور کے محلہ ''دیوان'' میں جناب شیخ لطیف احمد عثمانی کے گھر پیدا ہوئے ۔ ابتدائی تعلیم دیوبند میں حاصل کی پھر حضرت تھانوی کے ہاں تھا نہ بھون میں پڑھتے رہے ۱۳۲۷ ھ کو مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور میں داخلہ لیا اور ۱۳۲۸ھ میں حضرت مولانا خلیل احمد سے دورہ حدیث پڑھ کر سند فراغ حاصل کی ۱۳۲۹ ھ میں اسی مدرسہ میں تدریس پر مامور ہوئے اور آٹھ سال تک اعلی تدریسی خدمات سر انجام دیتے رہے ۱۳۵۸ ھ میں ڈھاکہ یونیورسٹی میں تدریس کے لئے گئے ۔ ۱۳۶۶ ھ / ۱۹۴۷ء کو قیام پاکستان کے موقع پر خواجہ ناظم الدین وزیراعلیٰ مشرقی پاکستان نے آپ ہی سے پرچم کشائی کرائی ۱۹۴۸ء میں ڈھاکہ یونیورسٹی کے مدرسہ عالیہ سے وابستہ ہوئے اور جون ۱۹۵۴ء میں ملازمت سے سبکدوش ہوئے اور مولانا احتشام الحق تھانوی کے شدید اصرار پر ڈھاکہ سے دارالعلوم ٹنڈو الہ یار سندھ میں بطور شیخ الحدیث تشریف لے آئے اور آخری وقت تک تدریس حدیث میں لگے رہے۔ ۲۳ ذیقعدہ ۱۳۹۴ ھ بمطابق ۸ دسمبر ۱۹۷۴ ء انتقال کیا اور ٹنڈو الہ یار سندھ ہی میں دفن ہوئے[۴۰] آپ نے بے شمار چھوٹی بڑی کتابیں تحریر فرمائیں لیکن سب سے زیادہ شہرت اعلاء السنن کو ملی اس کا مقدمہ جسے انہاء السکن الی من یطالع اعلاء السنن کا نام دیا گیا اپنی افادیت کے اعتبار سے بہت عمدہ ہے اس کے تین حصے ہیں پہلے حصے میں علم اصول حدیث کے بارے میں تفصیل سے کیا گیا ہے جس کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

مقدمۃ اعلاء السنن الی من یطالع اعلاء السنن (قواعد التحدیث ۔ عربی)

مقدمہ اعلاء السنن کا پہلا حصہ جو قواعد التحدیث کے نام سے معروف ہے ایک مقدمہ اور ۹ فصلوں پر مشتمل ہے۔

مقدمہ میں علم اصول حدیث کی اصطلاحات اور اقسام حدیث کو بیان کیا گیا ہے ۔فصل اول رجال کی

توثیق اور تضعیف کے بارے میں ہے فصل دوم میں صحیح اور حسن حدیث کے اہم قواعد کو بیان کیا گیا ہے ۔ فصل سوم ضعیف حدیث پر عمل کرنے کے بارے میں مختلف علماء کی آراء کو پیش کرتی ہے۔ فصل چہارم میں مرفوع ، موقوف ، موصول اور مقطوع حدیث کی وضاحت کرنے کے ساتھ حجیت اقوال صحابہ پر دلائل دیئے گئے ہیں ۔ فصل پنجم مرسل ، مدلس ، منقطع اور متصل احادیث کے احکام کے بارے میں ہے ۔ فصل ششم میں مضطرب حدیث اور اس کے مختلف احوال کو بیان کیا ہے فصل ہفتم جرح و تعدیل کے قواعد ، اس میں مستعمل الفاظ اور مراتب کے بارے میں ہے ۔ فصل ہشتم میں احادیث کے درمیان سے تعارض کو دور کرنے کے طریقوں کے بارے میں بتایا گیا ہے ۔ آخری فصل فصل نہم میں امام ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب کے تراجم کو پیش کیا گیا۔

پہلی بار یہ مقدمہ انباء السکن الی من یطالع اعلاء السنن کے نام سے تھانہ بھون سے ۱۳۴۸ھ میں طبع ہوا ۔ دوسری بار ۱۳۸۳ھ میں کراچی سے چھپا تیسری بار جناب شیخ عبدالفتاح ابو غدۃ کی تحقیق کے ساتھ ۱۳۹۱ میں ریاض سے شائع ہوا ۔ ڈاکٹر صاحب نے مولانا کی اجازت سے اس حصے کا نام جو قواعد التحدیث کے نام مشہور تھا ''قواعد فی علوم الحدیث'' سے بدل دیا یہ محقق حصہ ۳۲۴ صفحات پر مشتمل ہے اور اصول حدیث میں ایک انتہائی مفید کتاب ہے جسے ادارۃ القرآن و العلوم الاسلامیہ کراچی کی طرف سے بھی اعلاء السنن کے ساتھ بطور مقدمہ شائع کر دیا گیا ہے۔

۲۶۔ عبدالسلام مدنی

مولانا عبدالسلام مدنی جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ کے فارغ التحصیل اور جامعہ سلفیہ بنارس بھارت کے مدرس ہیں موصوف نے ابن حجر عسقلانی کی مشہور کتاب نزھۃ النظر شرح نخبۃ الفکر پر حواشی لکھے ہیں اور ان حواشی کے ذریعے عبارت کی توضیح اور مسائل کی تنقیح کی ہے ۔ حواشی عربی زبان میں لکھے گئے ہیں اور جامعہ سلفیہ بنارس بھارت سے ۱۹۸۲ء میں شائع ہوئے ۔ فاروقی کتب خانہ ملتان بھی انہیں شائع کر چکا ہے ۔ ملتان سے شائع شدہ حواشی مع نزھۃ النظر ۱۴۶ صفحات پر مشتمل ہیں ۔ کتاب کے آخر میں محمد بن اسماعیل صنعانی (ف ۱۱۸۲ ھ) کی منظومہ قصب السکر فی نظم نخبۃ الفکر کو چھاپا گیا ہے۔

۲۷۔ محمد رفیق اثری

مولانا محمد رفیق اثری مولانا سلطان محمود صاحب محدث جلال پور پیر والا کے ہونہار شاگرد ہیں اور جامعہ دارالحدیث جلال پور پیر والا ہی میں تدریسی فرائض سر انجام دے رہے ہیں ۔ موصوف نے حافظ

زین الدین العراقی (ف ۸۰۶ ھ) کے الفیہ پر حواشی لکھے ہیں ۔ جو عربی زبان میں ہیں اور انہیں ''التعلیقات الاثریۃ'' کا نام دیا ہے ۔ یہ تعلیقات الفیہ کے ساتھ ''الفیۃ الحدیث مع التعلیقات الاثریۃ'' کے نام سے ۱۹۶۸ ء میں چھپی جمعیۃ النشر و التالیف الاثریہ نے جلال پور پیر والہ ملتان سے شائع کیا۔ تعلیقات کے ساتھ کتاب ۱۰۴ صفحات پر مشتمل ہے ۔

۲۸۔ محمد حسن جان

مولانا محمد حسن جان ملک کے ممتاز عالم دین اور سابق ممبر قومی اسمبلی ہیں موصوف جامعہ امداد العلوم الاسلامیہ پشاور کے مہتمم ہونے کے ساتھ ساتھ ایک عرصہ سے تدریسی خدمات بھی سر انجام دے رہے ہیں موصوف نے اصول حدیث کے متعلق ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام ہے "احسن الخبرفی مبادی علم الاثر" یہ کتاب اصول حدیث کے مبتدی طلبہ کے لئے بہت مفید ہے اور آسان عربی زبان میں ہے ۔ اس میں طلبہ کی ضرورت کے مطابق انتہائی مفید معلومات جمع کر دی ہیں کتاب ۲۱۲ صفحات پر مشتمل ہے اور جامعہ امداد العلوم الاسلامیہ پشاور سے ۱۹۹۵ء پر دوسری بار شائع ہوئی ہے ۔

۲۹ ۔ عبدالرحمٰن

مولانا عبدالرحمٰن صاحب دارالعلوم تعلیم القرآن راجہ بازار راولپنڈی کے شیخ الحدیث ہیں۔ آپ نے مبتدی طلبہ کے لئے اصول حدیث کو ایک مختصر کتاب میں جمع کیا ہے جس کا نام ہے ''جواھر الاصول فی مصطلح احادیث الرسول'' کتاب عربی زبان میں ہے اور طلبہ کے لئے بہت مفید ہے کتاب کے شروع میں ممتاز علماء جیسے مفتی محمد شفیع ، مولانا شمس الحق افغانی اور دیگر کی تقریظات بھی درج ہیں۔ کتاب کے کل ۸۸ صفحات میں اور اسے دارالعلوم تعلیم القرآن راجہ بازار راولپنڈی نے ۱۹۶۷ ء میں شائع کیا ۔

۳۰۔ محمد انور بدخشانی:

مولانا محمد انور بدخشانی مولانا محمد یوسف بنوری کے ہونہار شاگردوں میں سے ہیں اور جامعہ بنوری ٹاؤن کراچی ہی میں مدرس ہیں آپ نے حافظ ابن حجر کی مشہور کتاب نزھۃ النظر شرح نخبۃ الفکر پر تعلیقات مرتب کی ہیں اور انہیں ''تسھیل شرح نخبۃ الفکر'' کے نام سے کتابی شکل میں شائع کیا ہے جو عربی زبان میں ہے اور کراچی سے بیت العلم کی طرف سے ۱۴۰۴ ھ میں شائع کی گئی ہے ۔ کتاب کے کل ۱۲۶ صفحات ہیں ۔

اُردو مؤلفین کتب

۳۱۔ ڈاکٹر خالد علوی

ڈاکٹر خالد علوی ۱۹۴۰ م میں پیدا ہوئے ، جامعہ نعمانیہ لاہور سے درس نظامی کی تکمیل کی پنجاب یونیورسٹی لاہور سے عربی ، اسلامیات اور سیاسیات میں ایم ۔ اے کی ڈگریاں حاصل کیں ۔ ایڈنبرگ یونیورسٹی سکاٹ لینڈ سے عربی اور اسلامیات میں ڈاکٹریٹ کیا ۔تیس سال تک تدریسی خدمات سر انجام دینے کے بعد پنجاب یونیورسٹی کے شیخ زید اسلامک سنٹر کے ڈائرکٹر کے عہدہ سے ریٹائر ہوئے ۔ اس کے بعد اب تک دعوہ اکیڈمی بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد کے ڈائرکٹر جنرل کی حیثیت علمی اور دعوتی سرگرمیوں میں اہم کردار ادا کر رہے ہیں ۔ متعدد مقالات کے علاوہ بیس کے قریب کتابیں بھی لکھ چکے ہیں ۔ ان میں ایک کا تعلق اصول حدیث ہے جو درج ذیل ہے۔

اصول الحدیث، مصطلحات و علوم۔ (اردو)

اردو زبان میں لکھی جانے والی یہ کتاب اصول حدیث میں انتہائی جامع اور ضخیم کتاب ہے جس کی مثال اس سے پہلے نہیں ملتی خود مؤلف نے پیش لفظ میں لکھا ہے اردو زبان میں کوئی مفصل اور مستقل تصنیف جسے جدید انداز تحقیق کے مطابق مرتب کیا گیا میری نظر سے نہیں گذری ۔ چنانچہ انہوں نے خود قلم اٹھایا اور جدید انداز تحقیق کے مطابق یہ کتاب مرتب کر دی کتاب کے شروع میں علم اصول حدیث اور اس کے ارتقاء کو بیان کیا گیا ہے ۔ پھر اقسام خبر بلحاظ سند بیان ہوئی ہیں اس کے بعد حدیث مقبول مع اقسام اور حدیث ضعیف مع اقسام کا ذکر کیا گیا ہے ۔ طعن راوی کے اسباب پر تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے ۔ روایت بالمعنی کا جائزہ لیا گیا ہے اور غریب الحدیث وغیرہ پر سیر حاصل گفتگو کی ہے ۔ مختصر یہ کہ کتاب اصول الحدیث کے موضوع کو اپنے اندر پوری طرح سمیٹے ہوئے ہے ۔ یہ کتاب درج ذیل خصوصیات کی حامل ہے ۔

۱۔ اس میں کوشش کی گئی ہے کہ بنیادی ماخذ کو سامنے رکھ کر ہر موضوع پر مفصل معلومات یکجا کر دی جاؤیں تا کہ قاری کے سامنے پورا نقشہ آ جائے ۔

۲۔ اس امر کا بھی اہتمام کیا گیا ہے کہ ماخذ کی اصل عبارات درج کی جائیں تا کہ قاری کو بحث کی تہہ تک پہنچنے میں مدد مل سکے ۔

۳۔ کتاب جہاں حدیث کے طلبہ کے لئے افادہ کا باعث ہے وہاں عام قاری بھی اس سے مستفید ہو سکتا ہے ۔

یہ کتاب کا پہلا حصہ ہے جو مصطلحات و علوم کو اپنے اندر سموئے ہوئے ہے اور ۸۰۵ صفحات پر مشتمل ہے جسے الفیصل ناشران و تاجران کتب لاہور نے ۱۹۹۸ ء میں شائع کیا ہے ۔

۳۲۔ عبدالجلیل الاثری:

پورا نام عبدالجلیل بن کلیم الدین الاثری ، اور کنیت ابو معاذ ہے اردو زبان میں اصول حدیث میں ان کی کتاب کا نام ہے ۔

''تحفۃ اھل النظر فی مصطلح اھل الخبر '' اس کتاب میں علم اصول حدیث کو اردو زبان میں اچھے انداز میں بیان کیا گیا ہے جو مبتدی طالب علموں کے لیئے بہت مفید ہے ۔ اس کتاب کو ڈاکٹر محمود الطحان کی تیسیر مصطلح الحدیث کی طرز پر ترتیب دیا گیا ہے ۔ بلکہ اسے اس کتاب کا اردو ایڈیشن کہنا بے جانہ ہو گا ۔ کتاب کو ندوۃ المحد ثین گوجرانوالہ نے ۱۹۸۷ء میں شائع کیا ۔ کتاب ۳۲۰ صفحات پر مشتمل ہے۔

۳۳۔ خلیل الرحمٰن چشتی :

مولانا خلیل الرحمٰن چشتی ایک عرصہ سے اسلام آباد میں کتاب و سنت کی تعلیم کو عام کرنے میں مصروف ہیں ان کے قلم سے متعدد کتابیں منظر عام پر آ چکی ہیں ان میں سے ایک کتاب ''حدیث کی اھمیت و ضرورت '' ہے ۔ کتاب کے نام سے تو ظاہر ہوتا ہے کہ اس کا اصول حدیث سے کوئی تعلق نہیں ۔

لیکن کتاب کا ۳/۴ حصہ اصول حدیث پر محیط ہے ۔کتاب چودہ ابواب پر مشتمل ہے ۔ پہلے باب میں حدیث و سنت کا دائرہ کار بیان ہوا ہے دوسرے باب میں سنت میں تو ازن و اعتدال رکھنے کا بیان ہے تیسرے باب میں حدیث اور قرآن کے باہمی تعلق کو واضح کیا گیا ہے چوتھے باب سے آخر تک پوری کتاب اصطلاحات حدیث اقسام حدیث تعارف کتب حدیث اور تراجم مکثرین رواۃ حدیث پر مشتمل ہے ۔ یہ کتاب حدیث کے ابتدائی طالب علموں کے لئے نہایت مفید ہے ۔ کتاب کے کل ۲۰۰ صفحات ہیں اور اسے النور اکیڈمی اسلام آباد نے ۱۹۹۹ء میں شائع کیا ہے۔

۳۴۔ ڈاکٹر سہیل حسن۔

ڈاکٹر سہیل حسن صاحب مولانا عبدالغفار حسن صاحب کے صاحبزادے ہیں جو جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ میں تدریسی خدمات سر انجام دینے کے علاوہ اسلامی نظریاتی کونسل پاکستان کے بھی رکن رہ چکے ہیں ۔سہیل صاحب ۱۹۵۱ء میں لاہور میں پیدا ہوئے ۔ جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ سے بی ۔ اے ۔ ایم اے اور آخر میں جامعہ محمد بن سعود الاسلامیہ۔ ریاض سے پی ایچ ڈی کیا ۔ ایک عرصہ سے بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی میں تدریسی خدمات سر انجام دے رہے ہیں اور آجکل ادارہ تحقیقات اسلامی کے شعبہ علوم القرآن والسنتہ کے سربراہ ہیں ۔ مولانا نے جہاں تدریس کے ساتھ ساتھ مختلف مقالات لکھے وہاں انہوں نے علم اصول حدیث پر بھی ایک ضخیم کتاب مرتب کی ہے جس کا نام ہے ''معجم اصطلاحات حدیث'' اس کتاب میں اصطلاحات حدیث کو حروف ابجد کے اعتبار سے ترتیب دیا گیا ہے۔ ہر اصطلاح کی جامع تعریف بیان کی گئی ہے ۔ یہ کتاب طباعت کے مراحل میں ہے اور عنقریب ادارہ تحقیقات اسلامی اسلام آباد کی طرف سے شائع کی جا رہی ہے اور اردو زبان میں ہے۔

۳۵۔ عبدالروف ظفر اور سراج الاسلام حنیف

ڈاکٹر عبدالروف ظفر اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور کے شعبہ سیرت کے سربراہ ہیں ۔ سراج الاسلام حنیف کا تعلق پشاور یونیورسٹی ہے ۔ دونوں کی مشترکہ تالیف ''التحدیث فی علوم الحدیث'' اردو زبان میں منظر عام پر آئی ہے ۔ کتاب ۳۴۲ صفحات پر مشتمل ہے اور اسے مکتبہ قدوسیہ لاہور نے مئی ۲۰۰۰ ء میں شائع کیا ہے۔

مختصر اردو کتابچے

۳۶۔ مولانا خیر محمد جالندھری

مولانا خیر محمد جالندھری مدرسہ خیر المدارس ملتان کے بانی اور مہتمم تھے آپ نے اس مدرسے کا اجراء ۱۹۳۲ ء میں جالندھر (بھارت) سے کیا تقسیم ہند کے بعد ملتان میں دوبارہ اس مدرسے نے کام شروع کیا اور اب پاکستان کے بڑے مدارس میں اس کا شمار ہوتا ہے ۔ مولانا خیر محمد کا انتقال ۱۳۹۰ھ میں ملتان میں ہوا ۔ مولانا نے اصول حدیث میں ایک مختصر سا کتابچہ اردو زبان میں مرتب فرمایا جس کا نام ہے ۔''خیر الاصول فی حدیث الرسول ۔ یہ کتابچہ ۱۷ صفحات پر مشتمل ہے اور اسے مکتبہ امدادیہ

ملتان نے شائع کیا ہے ۔

۳۷ ۔ مولانا سلطان محمود محدث جلال پوری ۔

مولانا سلطان محمود صاحب دارالحدیث محمدیہ جلال پور پیر والہ ضلع ملتان کے بانی اور شیخ الحدیث تھے ۔ آپ کے شاگردوں کی تعداد ہزاروں میں ہے مولانا کا انتقال ۱۹۹۵ء میں ہوا ۔ آپ نے اردو زبان میں مختصر سا کتابچہ بنام ''اصطلاحات المحدثین'' مرتب فرمایا ۔ کتابچہ ۳۰ صفحات پر مبنی ہے جس میں اصطلاحات حدیث کو حروف ابجد کی ترتیب سے مرتب کر کے ان کی تعریفات بیان کی گئی ہیں اسے فاروقی کتب خانہ لاہور نے شائع کیا ہے ۔ سال اشاعت درج نہیں۔

اردو تراجم

جس طرح علماء برصغیر نے عربی ، فارسی اور اردو زبان میں کتابیں لکھ کر اصول حدیث کی خدمت کی اسی طرح انہوں نے عربی اور فارسی زبان میں لکھی جانے والی کتابوں کا اردو زبان میں ترجمہ کر کے اس علم سے لوگوں کو روشناس کرایا اور اسے مزید تقویت بخشی ۔ اس علم کی درج ذیل کتب اردو ترجمے سے آراستہ ہو کر منظر عام پر آ چکی ہیں ۔

۱- معرفۃ علوم الحدیث:

یہ کتاب ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ الحاکم نیشاپوری (ف ۴۰۵ ھ) کی تصنیف ہے اور اصول حدیث کی تاریخ میں اس علم میں لکھی جانے والی دوسری کتاب ہے ۔ مولانا جعفر شاہ پھلواری کے قلم سے اس کا عربی سے اردو ترجمہ ۱۹۷۰ء میں ''معارف حدیث'' کے نام سے ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور شائع کر چکا ہے ترجمے کی تصحیح ڈاکٹر سید معظم حسین نے کی ہے ۔ مترجم کتاب ۳۸۸ صفحات پر مشتمل ہے ۔

۲۔ تذکرۃ الحفاظ :

تذکرۃ الحفاظ مشہور محدث و مورخ ابو عبداللہ محمد بن احمد بن عثمان الذھبی (ف ۷۴۸ھ) کی تصنیف ہے جو حافظ ذھبی کے نام سے معروف ہیں ۔ علم حدیث کا کوئی بھی طالب علم علم احوال الرجال میں اس سے مستغنی نہیں ہو سکتا یہ کتاب جناب حافظ محمد اسحاق صاحب کے قلم سے عربی سے اردو میں ترجمہ ہو کر لاہور سے شائع ہو چکی ہے ۔ اسے اسلامک پبلشنگ ہاؤس نے ۱۹۸۱ء میں چار

جلدوں میں شائع کیا ہے ۔

۳۔ شرح نخبۃ الفکر :

شرح نخبہ الفکر صاحب فتح الباری حافظ ابن حجر عسقلانی (ف ۸۵۲ھ) کی تصنیف ہے ۔ یہ کتاب جس طرح صدیوں سے برصغیر سے باہر افادہ عام کا ذریعہ ہے ۔ برصغیر میں بھی اسے یہی مقام حاصل رہا ۔ یہاں کے دینی مدارس میں یہ کتاب اس فن کی اساسی کتابوں میں شامل رہی ۔ اس کے متعدد اردو ترجمے مختلف ناموں سے منظر عام پر آچکے ہیں جو عربی سے کئے گئے ہیں ۔

ا۔ استجلاء البصر من شرح نخبة الفكر :

یہ شرح نخبۃ الفکر کا ترجمہ مع اردو شرح ہے جو مولانا عبدالعزیز عثمانی ھزاروی کی تصنیف ہے مولانا ۱۲۸۰ ھ/ ۱۸۶۴ء کو ضلع ھزارہ میں پیدا ہوئے ۔ مختلف علماء سے تحصیل علم کے بعد حدیث کی سند سید نذیر حسین محدث دھلوی سے ۱۳۰۹ ھ/ ۱۸۹۴ء میں حاصل کی اور تدریس و تصنیف کے بعد ۱۳۵۴ ھ/ ۱۹۳۵ء میں ضلع ھزارہ ہی میں انتقال کیا ۔

یہ شرح ۶ شعبان ۱۳۲۲ ھ/ ۱۹۰۵ء کو مکمل ہوئی اور مطبع مفید عام لاہور سے شائع ہوئی جو بڑے سائز کے ۲۶۳ صفحات پر مشتمل ہے اس کے بارے میں کہا گیا ہے کہ یہ شرح نخبۃ الفکر کا نہایت عمدہ ترجمہ ہے جو مولوی عبدالعزیز نے کیا۔[۴۱]

ب۔ سلعة القربى فى توضيح النخبة :

یہ اردو ترجمہ مولوی عبدالحی صاحب خطیب جامع رنگون کا کیا ہوا ہے جسے قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی نے شائع کیا ہے ۔ کتاب پر تاریخ اشاعت درج نہیں ہے ۔ کتاب کے کل ۷۲ صفحات ہیں۔

ج۔ تحفة الدرر شرح نخبة الفكر فى مصطلح اهل الاثر:

جیسا کہ نام سے ظاہر ہے یہ نخبۃ الفکر کے متن کی اردو میں شرح ہے جو مولانا سعید احمد پالن پوری استاذ دارالعلوم دیوبند کے قلم سے ہے ۔ مولانا نے نخبہ کے متن کا پہلے ترجمہ کیا ہے پھر اس کی اپنی طرف سے اردو میں طلبہ کے لئے شرح کی ہے ۔ یہ ترجمہ اور شرح کل ۸۶ صفحات پر مشتمل ہے جسے مکتبہ بحر العلوم جونا مارکیٹ کراچی نے شائع کیا ہے ۔ کتاب پر تاریخ اشاعت درج نہیں لیکن مولانا ریاست علی ناظم تعلیمات دارالعلوم دیوبند کی تقریظ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ترجمہ ۱۴۰۵ ھ/

۱۹۸۴ء میں شائع کیا گیا۔

د۔ شرح نخبۃ الفکر (ترجمہ و تعلیق)

شرح نخبۃ الفکر کا یہ اردو ترجمہ مولانا محمد منظور الوجیدی کا کیا ہوا ہے اور سابقہ ذکر کردہ تراجم سے بہت بہتر ہے مولانا نے رواں اور سلیس اردو زبان میں ترجمہ کر کے حاشیہ میں تعلیقات کو لکھا ہے جو قاری کے لئے مزید توضیح و تفہیم کا ذریعہ ہیں ترجمہ و تعلیقات کے ساتھ کتاب ۲۵۶ صفحات پر مشتمل ہے جسے شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور نے ۱۹۸۴ء میں شائع کیا۔

۴۔ الاکمال فی اسماء الرجال:

یہ کتاب شیخ عبدالحق محدث دہلوی (ف ۱۰۵۲ھ) کی تصنیف ہے ۔ آپ نے اس کتاب میں مشکٰوۃ المصابیح کے رجال کو جمع کیا اور ان کے تراجم لکھے ۔ برصغیر کے مدارس میں مشکوۃ کو بڑا اہم مقام حاصل رہا اور یہ تمام دینی مدارس کی ابتدائی کتب حدیث میں شامل رہی ۔ جس طرح شیخ عبدالحق کا اصول حدیث کا مقدمہ ہمیشہ مشکوہ کے ساتھ طبع ہوتا رہا اس طرح اس کے رجال پر لکھی گئی یہ کتاب بھی ہمیشہ مشکوۃ کے ساتھ طبع ہوتی رہی اس کا عربی سے اردو زبان میں ترجمہ حافظ محمد ابو الحسن (جو حافظ محمد ثانی کے نام سے مشہور تھے) نے کیا ۔ آپ سید نذیر حسین محدث دھلوی کے ہونہار شاگردوں میں سے تھے اور ضلع سیالکوٹ کے رہنے والے تھے وہیں ۱۳۲۵ھ میں انتقال کیا ۔ آپ نے ۱۷ کے قریب کتابیں لکھیں جن میں سے ایک الاکمال کا اردو ترجمہ بھی ہے۔[(۴۲)] ان کے علاوہ مولانا مشتاق احمد اور مولانا معراج الحق نے بھی اس کا اردو ترجمہ کیا ہے جسے نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی نے شائع کیا ہے۔ کتاب پر سال اشاعت درج نہیں ۔

۵۔ مقدمہ فی اصول الحدیث:

یہ مقدمہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی تصنیف ہے اس کا عربی سے اردو ترجمہ ہو چکا ہے اور مشکٰوۃ کے اکثر اردو تراجم کے شروع میں لگایا گیا ہے مگر مترجم کا نام مذکور نہیں۔

۶۔ بستان المحدثین:

یہ برصغیر کے نامور محدث شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (ف ۱۲۳۹ھ) کی فارسی تصنیف ہے مولانا عبدالسمیع دیوبندی نے ۱۳۲۵ ھ میں اس کا اردو میں ترجمہ کیا جسے کراچی سے سعید اینڈ کمپنی نے شائع کیا اس کتاب کے متعلق تفصیلات اس سے پہلے ذکر ہو چکی ہیں۔

۷۔ عجالہ نافعہ:

یہ بھی شاہ عبدالعزیز محدث دھلوی کی فارسی تصنیف ہے ۔ اس کا اردو ترجمہ مولانا محمد عبدالحلیم چشتی کے قلم سے ''فوائد جامعہ بر عجالہ نافعہ '' کے نام سے کراچی سے ۱۹۶۴ ء میں طبع ہو کر منظر عام پر آ چکا ہے۔ اسے نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی نے شائع کیا ہے ۔ اس کا مفصل ذکر شاہ عبدالعزیز کے ضمن میں کیا جا چکا ہے ۔

۸۔ تیسیر مصطلح الحدیث :

یہ کتاب عصر حاضر کی اصول حدیث میں قبول عام حاصل کرنے والی کتابوں میں سرفہرست ہے اس کے مصنف ڈاکٹر محمود الطحان شام کے رہنے والے ہیں اور آجکل کویت میں تدریسی خدمات سر انجام دے رہے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے اپنے اساتذہ کرام کے توضیحی نوٹس سے استفادہ کرتے ہوئے قدیم کتابوں کو سامنے رکھ کر سلیس عربی زبان میں اصطلاحات حدیث کو بیان کیا ہے جو طلبہ کے لئے آسان بھی ہے اور عام فہم بھی یہی وجہ ہے کہ اس کتاب کو عرب و عجم دونوں میں بڑی مقبولیت حاصل ہوئی ۔ اب تک ''اصطلاحات حدیث'' کے نام سے اس کے کئی تراجم سامنے آچکے ہیں۔ اس کتاب کا پہلا اردو ترجمہ جناب محمد سعد صدیقی نے کیا جسے ۱۹۹۰ء میں قائداعظم لائبریری باغ جناح لاہور نے شائع کیا اس کتاب کا دوسرا اردو ترجمہ جناب مظفرحسین ندوی نے کیا ۔ اس کی تصحیح و نظرثانی جناب مولانا عبدالقیوم اور راقم الحروف نے کی اور اسے ۱۹۹۰ء میں المنار بک ڈپو منصورہ لاہور نے شائع کیا۔ اس کتاب کا تیسرا اردو ترجمہ جناب مولانا عمر فاروق سعیدی نے کیا جسے فاروقی کتب خانہ لاہور نے شائع کیا۔

۹۔ علوم الحدیث :

اصطلاحات حدیث میں یہ مختصر کتاب مصر کے عالم دین محمد علی قطب کی تصنیف ہے جس کا اردو ترجمہ مولانا عمر فاروق سعیدی نے کیا اور اسے مکتبہ قدوسیہ لاہور نے ۱۹۹۷ء میں شائع کیا ہے۔

حواشی و حوالہ جات

۱۔ القرآن الکریم ، سورۃ النحل ۱۶ / ۴۴

۲۔ اثری ، ارشاد الحق ، پاک و ھند میں علماء اھل حدیث کی خدمات حدیث ، ص ۹ ، ۱۰، ادارہ العلوم الاثریہ فیصل آباد ، طبع اول شعبان ۱۴۱۰ ھ/ مارچ ۱۹۹۰ء

۳۔ معارف، ماھنامہ دارالمصنفین اعظم گڑھ ، جلد ۵۳ شمارہ ۵ ، اکتوبر ۱۹۴۵ء ، ص ۳۴۱ ،۳۴۲، مقالہ شاہ ولی اللہ

کی خدمت حدیث ۔

۴۔ محمد عجاج الخطیب الدکتور ، اصول الحدیث علومہ و مصطلحہ ، ص ۷ ، ۹ دارالفکر بیروت ، الطبعۃ الرابعۃ ۱۴۰۱ ھ / ۱۹۸۱ء صبحی الصالح الدکتور ، علوم الحدیث و مصطلحہ ، ص ۱۰۷ ، ۱۰۸ دارالعلم للملایین بیروت ، الطبعۃ السادسۃ عشرۃ ، مارس ۱۹۸۶ء عبدالوھاب عبداللطیف ، المختصر فی علم رجال الاثر ، ص ۸ ، دارالکتب الحدیثۃ ۔ القاھرہ ، طبعۃ ۱۳۸۶ ھ / ۱۹۶۶ء محمود الطحان الدکتور ، تیسیر مصطلح الحدیث ، ص ۴ نشرالسنۃ ملتان ، بدون تاریخ

۵۔ اصول الحدیث علومہ و مصطلحہ ص ۲۲۳

علوم الحدیث و مصطلحہ ص ۱۰۹ ، ۱۱۴

۶۔ لکھنوی ، محمد عبدالحی ابو الحسنات ، نزھۃ الخواطر و بھجۃ المسامع و النواظر ج ۱ ص ۱۰۵ حیدر آباد الدکن ، دائرۃ المعارف العثمانیہ ، الطبعۃ الثانیہ ۱۳۹۸ ھ / ۱۹۷۸ء بھٹی ، محمد اسحاق ، فقہائے ہند ، ج ۱ ص ۱۳۳ ، ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور ، طبعۃ ۱۹۷۵ء

۷۔ فقہائے ہند ج ۴ حصہ اول ص ۱۳۳

۸۔ صغانی ، حسن بن محمد ، موضوعات صاغانی ، ص ۶ ، طبعۃ القاھرۃ الطبعۃ الاولی ۱۴۰۱ ھ / ۱۹۸۰ء بتحقیق و تخریج نجم عبدالرحمٰن خلف ۔

۹۔ نزھۃ الخواطر ج ۴ ص ۳۷۷

۱۰۔ نزھۃ الخواطر ج ۴ ص ۳۰۲

۱۱۔ فقہائے ہند ج ۳ ص ۳۲۹ ، ۳۳۰ الفریوائی ، عبدالرحمٰن بن عبدالجبار ، جھود مخلصۃ فی خدمۃ السنۃ المطھرۃ ص ۵۱ ، ۵۲ ، ادارۃ البحوث الاسلامیہ و الدعوۃ و الارشاد بالجامعۃ السلفیۃ ، بنارس ، الھند ، الطبعۃ الثانیۃ ۱۴۰۰ ھ / ۱۹۸۰ء

۱۲۔ نزھۃ الخواطر ج ۴ ص ۲۱۵ جہلمی ، فقیر محمد ، حدائق حنفیہ ص ۴۱۰ ، مکتبہ حسن لاہور ۔ بدون تاریخ۔

۱۳۔ نزھۃ الخواطر ج ۵ ص ۱۸۹

صدیقی ۔ محمد سعد ، علم حدیث اور پاکستان میں اس کی خدمت ، ص ۲۶۴ ۔ قائداعظم لائبریری لاہور ، طبع اول ۱۹۸۸ء

۱۴۔ فقہائے ہند جلد ۵ ص ۱۲۳ علم حدیث اور پاکستان میں اس کی خدمت ص ۲۶۶

میر علی شیر ، تحفۃ الکرام ص ۵۳۹ ، ۵۴۰ سندھی ادبی بورڈ کراچی ، طبعۃ ۱۹۵۹ء

۱۵۔ رحمٰن علی ، تذکرۂ علمائے ہند ص ۳۲۷ ، پاکستان ہسٹاریکل سوسائٹی کراچی طبعۃ ۱۹۶۱ء مترجم محمد ایوب قادری

۱۶۔ حدائق حنفیہ ص ۲۶۹

۱۷۔ نزھۃ الخواطر ج ۵ ص ۲۴۱

۱۸۔ نزھۃ الخواطر ج ۵ ص ۲۰۶ صدیق حسن خان نواب ، ابجد العلوم ج ۳ ص ۲۳۸ المکتبۃ القدوسیۃ لاہور ، الطبعۃ الاولی ۱۴۰۳ھ / ۱۹۸۳ء ۔ فقہائے ہند ، ج ۴ حصہ اول ص ۲۰۶

۱۹۔ گنگوھی ، محمد حنیف ، ظفر المحصلین باحوال المصنفین ، ص ۱۴۴ ، مکتبہ میر محمد کراچی طبعۃ ۱۳۹۸ھ

۲۰۔ نزھۃ الخواطر ج ٦ ص ۲٦۲

۲۱۔ ایس ایم ناز ، شاہ ولی اللہ اورعلم حدیث ص ۱۴۸ ، مقبول اکیڈمی لاہور ، طبعۃ ۱۹۹۳ء

۲۲۔ ایضا ص ۱۴۷ پاکستان میں علماء اھل حدیث کی خدمات ص ۸۵

۲۳۔ نزھۃ الخواطر ج ۷ ص ۴۸۴

۲۴۔ نوشہروی ، ابویحیی امام خاں ، تراجم علماء حدیث ھند ج ۱ ص ۴۹ ، ۵۰ ، ریاض برادر لاہور، طبعۃ ۱۹۹۲ء

۲۵۔ دھلوی ، شاہ عبدالعزیز محدث ، بستان المحدثین ص ۱۰ سعید اینڈ کمپنی کراچی ، بدون تاریخ ۔مترجم مولانا عبدالسمیع دیوبندی۔

۲٦۔ چشتی ، محمد عبدالحلیم مولانا ۔ فوائد جامعہ برعجالہ نافعہ ، ص ۲۹ ، نور محمد اصح المطابع کراچی طبعۃ ۱۹٦۴ء

۲۷۔ اختر راھی ، تذکرہ علماء پنجاب ، حصہ اول ص ۲٦۹ مکتبہ رحمانیہ لاہور طبع اول ۱۴۰۰ ھ/۱۹۸۰ء

۲۸۔ ایضا ص ۲۹۸

۲۹۔ نزھۃ الخواطر ج ۸ ص ۲۳۲ لکھنوی ، محمد عبدالحی ابو الحسنات ، الفوائد البھیۃ فی تراجم الحنفیۃ ، ص ۲۴۸ ، طبعۃ دارالسعادۃ ۱۳۲۴ھ

۳۰۔ تراجم علماء حدیث ھند حصہ اول ص ۲۷۷

۳۱۔ رضیہ حامد ڈاکٹر ، نواب صدیق حسن خاں ، ص ۲۴۹ رضیہ منزل بھوپال ۔طبع اول ۱۹۸۳ء

۳۲۔ ایضا

۳۳۔ الحق ماھنامہ ، اکوڑہ خٹک ، جلد ۱۱ ، شمارہ ۴ ، ۵ فروری ، مارچ ۱۹۷٦ء مقالہ علماء سرحد کی تصنیفی خدمات۔

۳۴۔ تراجم علماء حدیث ھند ، حصہ اول ص ۴۰۱

۳۵۔ پاک و ھند میں علماء اھل حدیث کی خدمات حدیث ص ۱۱۳

۳٦۔ فیوض الرحمٰن قاری ، مشاھیر علماء دیوبند ج ۱ ص ۲۰٦ المکتبۃ العزیزیۃ لاھور ، طبع اول ۱۳۹٦ ھ/ ۱۹۷٦ء

۳۷۔ علم حدیث اور پاکستان میں اس کی خدمت ، ص ۳۴۲

۳۸۔ صدیقی ۔ محمد میاں ، تذکرہ مولانا محمد ادریس کاندھلوی ص ۸۲ ، ۸۳ ۔ مکتبۃ عثمانیہ لاہور ، طبع اول ۱۳۹۷ ھ / ۱۹۷۷ء مشاھیر علماء دیوبند ، ج ۱ ص ۴۳٦

۳۹۔ کاندھلوی ، محمد ادریس ، مقدمۃ الحدیث ص ''ج'' دراسۃ و تحقیق تاج الدین الازھری (غیرمطبوع) ڈاکٹریٹ کی ڈگری کے حصول کے لئے پنجاب یونیورسٹی لاہور میں پیش کیا گیا۔

۴۰۔ مشاھیر علماء دیوبند ، ج ۱ ص ۲۳۷

۴۱۔ الحق ، ماھنامہ ، جلد ۱۱ ، شمارہ ٦ ، ۷ ، اپریل مئی ۱۹۷٦ء ، مقالہ علماء سرحد کی تصنیفی خدمات۔

۴۲۔ تذکرہ علماء پنجاب حصہ دوم ص ٦۰۲